

نماز میں رفع یدین کے جائز
نہ ہونے کی لاجواب تحقیق

قریۃ العین
بتحقیق

رفع الیدین

مؤلف

فاضل جلیل مولانا مولوی محمد شاق احمد شتی رحمہ اللہ

تنظیم نوجوانانِ اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھائی گیٹ لاہور
پاکستان

نماز میں رفع یدین کے جائز
نہ ہونے کی لاجواب تحقیق

قریۃ العین
بتحقیق

رفع الیدین

مؤلف

فاضل جلیل مولانا مولوی محمد مشاق احمد شتی

تنظیم نوجوانانِ اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھائی گیٹ لاہور
پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر (۱۸)

بیاد : امام الائمہ، سراج الائمہ، کاشف الغمہ، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و

المصنعت، امام اہلسنت، مولانا الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

زیرنگرانی ----- حافظ محمد شاہد اقبال

نام کتاب ----- قریرۃ العینین بتحقیق رفع الیدین

مصنف ----- مولانا مشتاق احمد چشتی رحمہ اللہ

سن طباعت ----- ذوالقعدہ ۱۴۱۶ھ

اپریل ۱۹۹۶ء

کمپوزنگ ----- المدد کمپوزرز، راج گڑھ روڈ، لاہور

تعداد ----- ہزار (۱۰۰۰)

صفحات ----- ۵۶

نوٹ: شائقین مطالعہ ۶ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کر سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ: تنظیم نوجوانان اہلسنت

جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بازار حکیمیاں، بھائی گیٹ، لاہور، پاکستان



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا طَرُقَ الْإِسْلَامِ وَالصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ بَلَغَ إِلَيْنَا جَمِيعَ الْأَحْكَامِ مِنَ الصَّلَاةِ
وَالصِّيَامِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ الْبَرَزَةِ الْكَرَامِ۔ اما بعد احقر
العباد اذل الافراد الرجی رحمہ ربہ الصمد

عاصی محمد مشتاق احمد، برادران اسلام سے عرض کرتا ہے کہ احقر کے ایک بچے دوست
نے متعدد مرتبہ بطور طنزیہ امر پیش کیا کہ علماء حنفیہ کے پاس رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر
اٹھانے کے وقت رُف بدین نہ کرنے کی کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہیں، سب تارکین سنت
ہیں، اگر ہے تو پیش کرنا لازم ہے، چونکہ یہ سوء ظنی ترک سنت صرف خفیوں ہی کی نسبت
نہیں ہوتی تھی جو فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعت میں یقیناً نصف سے زیادہ اور دو ثلث کے
قریب ہیں، بلکہ موافق اشہر روایت تمام مالکی بھی اس بد ظنی کے مورد بنتے تھے۔ لہذا برائے دفع
اتهام عن اکثر ائمہ سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الف الف صلوٰۃ وسلام۔ جو احادیث صحاح ستہ
وغیرہا سے رفع یدین نہ کرنے میں احقر کو معلوم ہیں، اس مختصر رسالہ میں جمع کرتا ہے۔
فَاقُولُ وَبِهِ اسْتَعِیْضُ الْبُودَاؤُدِیْنَ ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ نَاوُ كَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ
عَاصِمِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ كَلْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ
عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ

صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلِّ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً - (ابوداؤد، ص ۱۱۰ مطبع محمدی)
ترجمہ: ”مقدم نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: کیا نہ پڑھاؤں میں
تم کو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہا مقدم نے، پھر عبداللہ بن مسعود نے
نماز پڑھی۔ پس نہ اٹھائے دونوں ہاتھ مگر ایک دفعہ۔“

توثیق اسناد

پہلے راوی حدیث ہذا عثمان بن ابی شیبہ کی نسبت تقریب التہذیب کے صفحہ ۷۱۷ میں
لکھا ہے ثِقَّةٌ، حَافِظٌ، شَهِيدٌ اور منہجہ راویان صحیحین اور نسائی اور ابن ماجہ کے ہیں۔
دوسرے راوی وکیع کی نسبت لکھا ہے ثِقَّةٌ، حَافِظٌ مِّنْ كِبَارِ النَّاسِ عِ
تقریب صفحہ ۲۷۱ اور یہ ہر شش کتب صحاح کے راویان مقبولین سے ہیں۔
تیسرے راوی سفیان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۹۶ میں لکھا ہے ثِقَّةٌ حَافِظٌ،
فَقِيهٌ، عَابِدٌ، اِمَامٌ حُجَّةٌ، مِّنْ رُّؤُسِ الطَّبَقَةِ السَّابِعَةِ ولس اور یہ بھی
مقبولین رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں۔

چوتھے راوی عاصم بن کلب کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۲۹ میں لکھا ہے ثِقَّةٌ مِّنْ
الثَّالِثَةِ اور یہ مقبولین رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں۔
چھٹے راوی مقدم کی نسبت صفحہ ۱۸۲ میں ہے ثِقَّةٌ ثَبَّتْ فَقِيهٌ عَابِدٌ مِّنْ
الثَّانِيَةِ اور روایت ان کے صحیحین اور سنن اربعہ میں موجود ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ اس حدیث ابی داؤد کے چھ راوی (جو واسطہ ہیں مابین عبداللہ بن
مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسی معتبر اور ثقہ ہیں کہ روایت کیا ان کے واسطہ سے امام
بخاری، امام مسلم نے اور دیگر صحاح والوں نے، لہذا یہ حدیث صحت میں برابر ہوئی دیگر احادیث
صحیحین کے، اور ایسے صحیح الاسناد حدیث کا ضعیف کہنا باطل ہوا اور جب عاصم سے تعلیقاً امام

بخاری نے روایت کو لیا، تو لا محالہ وہ رجال مقبولہ بخاری میں معدود ہو گئے۔

اور فی الجملہ تائید ہو گئی اسناد کو رک کی دوسرے طریقہ اسناد سے جو اس کے بعد دوسری سطر میں ابو داؤد نے بیان کی ہے۔ فی الجملہ کالفاظ اس واسطے کہا کہ یہ اسناد صرف سفیان تک ہے، مگر تائید سے خالی نہیں۔ وہ یہ ہے:

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا مُعَاوِيَةَ وَ خَالِدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ وَ
أَبُو حُذَيْفَةَ قَالُوا أَنَا سُفْيَانُ بِإِسْنَادِهِ بِهِذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ
مَرَّةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً (ابوداؤد)

اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ”ترمذی شریف“ میں موجود ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

ثَنَا هَذَا نَا وَ كَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ
أَلَا أَصَلَّى بِكُمْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى
فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ (ترمذی شریف“ صفحہ ۳۵، مطبع بجائی)

اس حدیث کی اسناد میں ہناد راوی زیادہ ہے۔ باقی روایت وہی ہیں جن کی توثیق گزر چکی۔ ہناد کی نسبت ”تقریب“ کے صفحہ ۲۶۷ میں (ثِقَّةٌ مِنَ الْعَاشِرَةِ) لکھا ہے اور یہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راویوں میں سے ہیں۔ لہذا یہ اسناد موافق شرط مسلم کے صحیح ہوئی۔

اور اسی اسناد سے روایت کیا، اس کو نسائی میں لفظ اس کے یہ ہیں:

ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غِيْلَانَ الْمُرُوزِيُّ نَا وَ كَيْعٌ نَا سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
كَلْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
أَلَا أَصَلَّى بِكُمْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى وَ
لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً (نسائی“ صفحہ ۱۷۲، مطبع نظامی)

اس حدیث نسائی کے اسناد میں محمود بن غیلان مروزی زیادہ ہیں۔ باقی رجال اسناد وہی ہیں جو صحیحین کے رجال ہیں اور محمود بن غیلان سے سوائے ابو داؤد کے باقی پانچوں کتب صحاح میں روایت لی گئی۔ لہذا حدیث نسائی موافق شرط صحیحین صحیح الاسناد ہوئی۔ اور محمود بن

غیلان کی نسبت ”تقریب“ کے صفحہ ۲۳۱ میں لکھا ہے: ثِقَّةٌ مِّنَ الْعَاشِرَةِ اور مسند امام اعظم میں اس طرح روایت کیا ہے:

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَلَا يَعُودُ بِشَيْئٍ مِّنْ ذَلِكَ (”مسند امام اعظم“ صفحہ ۲۰)

اس حدیث کے روات میں ابراہیم علقمہ سے اور اسود سے صحیحین اور سنن اربعہ میں روایت کی گئی ہے، مگر حماد بن سلیمان کی روایت ”بخاری“ میں نہیں، ”مسلم شریف“ میں موجود ہے۔ لہذا یہ سند موافق شرط مسلم، صحیح ہوئی۔ حماد بن ابی سلیمان کی نسبت ”تقریب“ کے صفحہ ۶۳ میں ہے:

فَقِيهٌ، صَدُوقٌ لَهُ أَوْ هَامٌ رُمِيَ بِالْإِرْجَاءِ
اور ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَا أُرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً (رسالہ ”كشف الرين عن مسئلہ رفع یدین“ ص ۵)

اس سند کے تمام راوی صحیحین کے روات میں سے ہیں۔ لہذا یہ اسناد موافق صحیحین صحیح ہوئی۔

غرض اس حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کتب احادیث میں ایسی اسانید سے روایت کیا ہے جن کے تمام راوی تین کتب یعنی ”نسائی“ و ”ابوداؤد“ و ابن ابی شیبہ میں تو صحیحین کے راوی ہیں اور دو کتب یعنی ”مسند امام اعظم“ اور ”ترمذی شریف“ میں بعض راوی صرف ”صحیح مسلم“ کے راوی ہیں۔ لہذا یہ حدیث موافق شرط صحیحین تین طریقوں سے اور موافق شرط مسلم کے دو طریقوں صحیح ہوئی۔

اور نیز روایت کیا اس حدیث کو ”شرح معانی الآثار“ میں امام طحاوی نے اور ”مسند

دار قطنی "میں دار قطنی نے، مگر بوجہ دراز ہو جانے رسالہ کے ان دونوں کی اسناد نقل کرنے اور پھر توثیق کرنے کو ترک کیا۔ زَافِعِیْن کی جانب سے اس اسناد پر (جو متعدد کتب احادیث سے منقول ہوئی) چند شبہ ہیں۔ سب سے زیادہ قوی شبہ یہ ہے کہ مدار اس حدیث کا عاصم بن کلیب پر ہے، اور ضعیف کہا ہے عاصم کو امام احمد و ابوداؤد وغیرہم نے۔

اول جواب، اس شبہ کا یہ ہے کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم سے ہیں اور توثیق کی ان کی یحییٰ بن معین اور نسائی نے اور جب کہ امام مسلم نے الزام کیا ہے کہ کسی ضعیف راوی سے اس کتاب میں تخریج نہ کروں گا۔ کَمَا فِي مُقَدِّمَةِ مُسْلِمٍ تو عاصم کی توثیق مسلم سے بھی ہو گئی اور تعلیق امام بخاری نے عاصم سے اخذ روایت کیا اور کہیں ضعیف نہیں بتلایا۔ لہذا توثیق بخاری بھی ثابت ہوئی۔ ان چار آئمہ کی توثیق کے بعد حاجت کسی کی توثیق کی نہیں۔

"تذکرۃ القاری" میں ہے:

عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبِ بْنِ شُعْبَانَ بْنِ الْمَجْنُونِ الْجَرْمِيِّ صَدُوقٌ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ مُعِينٍ وَ النَّسَائِيُّ وَ رَوَى لَهُ مُسْلِمٌ وَ أَصْحَابُ السُّنَنِ الْأَرْبَعَةُ وَ عَلَّقَ لَهُ الْبُخَارِيُّ۔ ("كشف الرین" ص ۹)

دوسرا جواب، یہ ہے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود اور طریق سے مروی ہے، سوائے عاصم بن کلیب کے مثلاً مسند امام اعظم میں حماد نے ابراہیم سے ابراہیم نے علقمہ اور اسود سے روایت کیا اور ایسا ہی دار قطنی میں حماد کے واسطے سے اس اسناد کو لیا ہے، لہذا مدار حدیث ہذا عاصم کو ٹھہرا کر جرح کرنا غلط ہوا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بواسطہ عاصم روایت کر کے جیسا پہلے گزر چکا، امام ترمذی کہتے ہیں:

حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَ بِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ التَّابِعِينَ وَ هُوَ قَوْلُ سَفْيَانَ وَ أَهْلِ الْكُوفَةِ۔

اس سے توثیق کرنا ترمذی کا عاصم کی نسبت ثابت ہو گیا اور سوائے اس کے بعض دیگر روایات کے اسناد میں عاصم واقع ہیں۔ (کَمَا فِي بَابِ كَيْفَ الْجُلُوسِ لِلتَّشْهَدِ) ان کو ترمذی نے حسن کہا ہے۔ اگر عاصم ضعیف ہوتے تو امام ترمذی کس طرح ان روایات کو حسن کہتے اور اس تقریر ترمذی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بہت صحابہ و تابعین عدم رفع کے مقرر ہیں مگر سند ان کی ترمذی نے نقل نہ کی مگر یہ قول امام ترمذی کا واجب القبول ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حزم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ چنانچہ ”فوائد مجموعہ“ میں قاضی شوکانی نے سیوطی سے نقل کیا ہے۔ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ حَسَنَهُ وَ ابْنُ حَزْمٍ وَ صَحَّحَهُ (انتہی) یہ نقل کر کے شوکانی نے کوئی تعاقب نہیں کیا۔ پس ابن حزم کے نزدیک عاصم صحیح حدیث کا راوی ٹھہرا اور علیٰ ہذا القیاس دار قطنی و ابن قطنان وغیرہا نے اس اسناد عاصم کو صحیح بتلایا ہے۔ ”تخریج زیلعی“ میں لکھا ہے:

وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِي كِتَابِهِ أَلَوْ هُمْ وَالْإِيهَامُ ذَكَرَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ حَدِيثٌ وَ كَيْعٌ لَا يَصِحُّ وَالَّذِي عِنْدِي أَنَّهُ صَحِيحٌ وَإِنَّمَا أَنْكَرَ بِهِ عَلَى وَ كَيْعٌ زِيَادَةٌ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَ كَذَلِكَ قَالَ الدَّارِقُطْنِيُّ أَنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ إِلَّا هَذِهِ اللَّفْظَةُ وَ كَذَلِكَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ غَيْرُهُ انْتَهَى۔

اور ابن حجر تلخیص زیلعی میں لکھتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ إِلَّا قَوْلَهُ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَ كَذَلِكَ قَالَ الدَّارِقُطْنِيُّ أَنَّهُ صَحِيحٌ إِلَّا هَذِهِ اللَّفْظَةُ۔ انتہی۔

غرض روایت عاصم کو صحیح بتلایا ابن حزم و ابن قطنان و دار قطنی و احمد بن حنبل وغیرہم نے، البتہ بعض کے نزدیک زیادہ (کلمہ ثُمَّ لَا يَعُودُ) میں کلام ہے جس کی تحقیق

عقرب آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب بنظر انصاف غور کرنا لازم ہے کہ توثیق عاصم کس قدر علماء سے ثابت ہو گئی۔ امام مسلم و امام بخاری و یحییٰ بن معین و نسائی سے تو پہلے نقل ہو چکی تھی۔ ترمذی ابن حزم سے اور دار قطنی ابن قطان سے، نیز امام احمد حنبل زبلی ابن حجر سے تو اب ثابت ہو گئی۔ پھر سب مل کر گیارہ حافظ الحدیث اور ائمہ کی طرف سے توثیق عاصم ظاہر ہوئی اور لفظ وغیرہ میں اور حفاظ کی تصحیح کی گنجائش ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تضعیف امام احمد نسبت عاصم (جیسا کہ مقرر نے نقل کی ہے) بجائے خود صحیح نہیں۔ امام احمد نے نسبت زیادہ کلمہ **ثُمَّ لَا يَعُوذُ** کے کلام کی ہے، نہ ثقاہت عاصم میں اور اس زیادہ کو سفیان یا وکیع کی طرف منسوب کیا ہے، نہ کہ بوجہ عاصم کے۔ **فَانْدَفَعَ الشُّبْهَةُ مِنْ اَصْلِهَا**

دوسرا شبہ رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں (دیکھا میں نے اس کتاب عبد اللہ بن ادریس کو جو روایت ہے عاصم بن کلیب سے۔ اس میں کلمہ **ثُمَّ لَمْ يَعُوذْ** نہ تھا۔ یعنی یہ وہم سفیان کا ہے جو کہ اصل حدیث میں موجود نہیں۔ کیونکہ اہل علم کے نزدیک کتاب کا زیادہ اعتبار ہے۔

جواب اس شبہ سے پہلے ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر عاصم کو ضعیف نہیں بتلایا، اور نہ عاصم پر کوئی جرح کی، لہذا ثقہ ہونے میں عاصم کے کوئی خدشہ نہیں، البتہ سفیان کی نسبت وہم کا گمان ہے کہ کتاب میں کلمہ **(ثُمَّ لَمْ يَعُوذْ)** موجود نہیں اور روایت زبانی میں موجود ہے۔ اس کا جواب اول یہ ہے کہ اس وقت میں یہ عادت تھی کہ استاد کی خدمت میں حدیث سن کر گھر آکر اس حدیث کو قلم بند کرتے تھے، استاد کی کتاب سے کوئی نقل نہیں کرتا تھا، الا ماشاء اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ امام ترمذی ”کتاب العلل“ میں لکھتے ہیں:

لَاَنَّ أَكْثَرَ مَنْ مَضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَكْتُبُونَ وَ مَنْ كَتَبَ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهُمْ بَعْدَ السَّمَاعِ

بس اب تحریر کا مدار بھی حفظ ہی پر ٹھہرا۔ سوا بن اور یس نے جو کچھ مجلس استاد سے لوٹ کر لکھا ہے حسب عادت اپنے حفظ سے لکھا ہے اور سفیان کا نہ لکھنا اور محض حفظ پر رہنا اولاً غیر مسلم ہے اور بعد تسلیم حفظ ابن اور یس اور سفیان کو موازنہ کرنا لازم ہے اور پھر احفظ پر اعتماد کرنا واجب ہے سو تقریب میں سفیان کی نسبت تو یہ لکھا ہے:

حَافِظٌ، فَقِيهٌ، عَابِدٌ، إِمَامٌ، حُجَّةٌ مِّنْ رُّؤُسِ الطَّبَقَةِ
السَّابِعَةِ

اور عبد اللہ بن اور یس کو لکھا ہے:

ثِقَةٌ، فَقِيهٌ مِّنَ الشَّانِيَةِ

پس غور درکار ہے کہ ابن اور یس کو سفیان سے کیا مناسبت ہے۔ سفیان کی نسبت حَافِظٌ، إِمَامٌ، حُجَّةٌ مِّنْ رُّؤُسِ الطَّبَقَةِ چار کلمات ایسے ضبط و اتقان کے ہیں کہ ابن اور یس کے حق میں ایک کلمہ بھی مثل اس کے نہیں تو ایسی احفظ و حُجَّة و امام کا حفظ (صد گو نہ تحریر ابن اور یس ثقہ پر غالب ہونا ضرور ہے، چہ جائیکہ تحریر بھی مبنی حفظ پر ہے لہذا تحریر ابن اور یس ثقہ کو حفظ سفیان پر (جو حافظ امام جمہ ہے) ترجیح دینا خلاف قاعدہ آئمہ حدیث کے ہے اور یہ شبہ از سر تابا مقلوع اور مدفوع ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ تمام جمہور محدثین کے نزدیک زیادہ ثقہ کی (جو منافی مزید علیہ کے نہو) بلاشبہ مقبول ہے اور خود بخاری کا یہی مذہب ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے ”شرح نخبہ“ میں مُصَرِّحاً لکھ دیا۔ کہا سُبْحَتُی اور یہاں زیادتی سفیان کا روایت ابن اور یس کی منافی نہیں کیونکہ ابن اور یس کی یہ روایت ہے:

اِفْتَتَحَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَكَعَ

پس سوائے رفع یدین تحریمہ کے دوسرے مواقع کے رفع اور عدم رفع سے کوئی تعرض نہیں کیا، بلکہ سکوت ہے، نہ تو اثبات ہی ہے اور نہ نفی اور سفیان نے تحریمہ کے سوائے دیگر مواقع سے رفع یدین کی نفی کی ”ان کا نفی کرنا اور ابن اور یس کا سکوت کرنا“ ہرگز باہم منافی نہیں، بلکہ مزید علیہ اپنے حال سابق پر ہے۔ مُنَافِقٌ مَزِيدٌ کے یہ معنی ہیں کہ مبدل یا ثانی

مزید علیہ کی ہو۔ چنانچہ ”شرح نخبۃ الفکر“ میں ہے:

وَزِيَادَةُ رَاوِيَهُمَا أَيْ الصَّحِيحُ وَالْحَسَنُ مَقْبُولَةٌ مَا
لَمْ تَقْعْ مُنَافِيَةٌ لِرَوَايَةٍ مِنْ هُوَ أَوْ ثِقٌ مِمَّنْ لَمْ يَذْكُرْ بِلَكَ
الزِّيَادَةِ لِأَنَّ الزِّيَادَةَ إِمَّا أَنْ تَكُونَ لَا تَنَافِيَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ
رَوَايَةٍ مِنْ لَمْ يَذْكُرْهَا فَهَذِهِ تُقْبَلُ مُطْلَقًا لِأَنَّهَا فِي
حُكْمِ الْحَدِيثِ الْمُسْتَقْبَلِ الَّذِي يَتَقَرَّدُ بِهِ الثِّقَّةُ وَلَا
يُرْوَاهُ عَنْ شَيْخِهِ غَيْرُهُ وَأَمَّا تَكُونُ مُنَافِيَةً بِحَيْثُ يَلْزَمُ
مِنْ قُبُولِهَا رَدُّ الرَوَايَةِ الْأُخْرَى فَهَذِهِ الَّتِي تَقْعُ التَّرْجِيحُ
بَيْنَهَا وَبَيْنَ مُعَارِضِهَا فَيُقْبَلُ الرَّاجِحُ وَيُرَدُّ الْمَرْجُوحُ
انتهی۔

پس غور و انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ حسب قاعدہ مسلمہ یہ زیادتی نہ منافی ہے اور نہ
اس میں حاجت ترجیح ہے۔ لہذا کتابت کو روایت پر ترجیح کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ (یہ خدشہ
ہی بے اصل ہے جو ہرگز اتفاق کے لائق نہیں)

تیسرا شبہ یہ کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند مسئلوں میں
بھول ہو گئی۔ مثلاً مسئلہ أَخَذُ رُكْبَتَيْنِ (رکوع میں) اور معوذتین کے قرآن شریف میں
داخل نہ ہونے میں، اسی طرح ممکن ہے کہ حدیث رفع یدین میں بھی بھول ہو گئی ہو۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ دو چار مسائل میں بھول ہو جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا
کہ تمام روایات ان کی جو ”صحیحین“ اور ”سنن اربعہ“ میں بکثرت موجود ہیں، وہ سب سہو و
نسیان پر محمول ہو جائیں۔ ”بخاری شریف“ میں ہے، حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَ سَمْتًا وَ هَدًى بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ أُمِّ عَبْدِ مَنْ حِينَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ
إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَذْرِي مَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا أَخْلَا۔

ترجمہ: ”تحقیق سب سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وقار، میانہ روی اور طریقہ سیدھ میں البتہ ابیٹام عبد کا (یعنی عبد اللہ بن مسعود) ہے، اس وقت سے کہ لگتا ہے وہ اپنے گھر سے اس وقت تک کہ لوٹتا ہے گھر کی طرف، ہم نہیں جانتے کیا کرتا ہے اپنے گھر والوں میں جب کہ تنہا ہوتا ہے۔“ (انتہی)

اور ”ترمذی شریف“ میں حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے:
وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدِ-

یعنی جو عبد اللہ بن مسعود دین کے احکام بتلائیں، ان پر عمل کرو اور ”روایت حذیفہ“ میں اس طرح ہے:

مَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ-

جو کچھ عبد اللہ بن مسعود تم سے حدیث بیان کریں، اس کو سچا جانو اور اکمال فی اسماء الرجال میں ہے:

فَكَانَ مِنْ خَوَاصِهِ وَكَانَ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسِوَاكِهِ وَنَعْلَيْهِ وَطُهُورِهِ فِي السَّفَرِ هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ وَشَهِدَ بَدْءَ رَأْتُمْ مَا بَعْدَهَا مِنْ مُشَاهِدَةٍ وَشَهِدَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيتُ لَأُمِّي مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدِ- وَسَخَطْتُ لَهَا مَا سَخَطَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدِ-

اس کے بعد لکھتے ہیں:

رَوَى عَنْهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُو عُمَانٌ وَعَلِيٌّ وَمِنْ بَعْدِهِمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ-

غرض ایسی جلیل القدر مجتہد صحابی کی روایت صحیحہ کی نسبت محض اس وہم ناشی بلا دلیل

اور تجویز نفس (سے کہ دو تین مسئلہ ان کے اجماع کے خلاف ہیں) غلطی اور بھول کا حکم لگانا اور شہادۂ صحابہ کی ان کی توثیق میں اور حکم فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے قول و اخبار کی تصدیق کر لینے میں رد کرنا، خلاف دیانت، غیر مسوع اور داخل سوء ادب اور اتباع نبوی کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو صحیحین میں راوی حدیث رفع یدین ہیں) بہت زیادہ مسائل میں بھول ہوئی۔ اگر یہی وجہ باعث ضعف و ترک حدیث سمجھی جائے تو حدیث رفع یدین بدرجہ اولیٰ ضعیف ہو گئی۔ چنانچہ جَلْبُ الْمُنْفَعَةِ فِي الذَّبِّ عَنِ الْأَيِّمَةِ الْمُجْتَهِدِينَ الْأَرْبَعَةَ میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

(وہمچنین پنہاں مانند بر ابن عمر حدیث مسح بر خفین چنانکہ در موطا، و سنن ابن ماجہ مرقوم است و یکذا حدیث رکعتین قبل از مغرب "چنانکہ در سنن ابوداؤد و غیرہا است و ہمچنین حدیث مہر مفوضہ چنانچہ در جامع ترمذی است و حدیث تیمم جنب چنانچہ در ایقاف است و حدیث غسل زن بلا شکستن موئے سر چنانکہ در شرح مسلم و حجتہ بالفہ است و حدیث تطیب قبل از بستن احرام چنانکہ در صحیحین و ایقاف است و حرمت بیع تفاضل در متجانسین و قتیکہ دست بدست باشد" تا آنکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہذا اخبارش نمودہ چنانکہ در صحیح مسلم و شریعہ از نووی است و حدیث اعتماد رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم در ماہ رجب چنانکہ در بخاری است الی آخر العبارہ)

غرض اقرب بارہ مسئلوں کے نواب صاحب نے نقل کیے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھول ہوئی۔ اس کے بلند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت صرف پانچ مسئلہ نقل کیے ہیں جن میں بھول ہوئی مگر ان پانچوں میں رفع یدین نہیں اور کس طرح نواب صاحب اپنی طرف سے اس مسئلہ میں غلطی ان کی طرف منسوب کر دیتے جب کہ صحاح ستہ اور دیگر آئمہ اعلام محدثین متقدمین سے کسی نے اس حدیث میں غلطی اور بھول کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا۔

اگر ایسا احتمال ہوتا تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ ”رفع الیدین“ میں یہ احتمال ظاہر فرمادیتے اور اسی طرح اکثر صحابہ اور روایات حدیث سے سو واقع ہوا ہے تو بزعم ان لوگوں کے کسی کی روایت کا اعتبار نہ ہونا چاہیے۔ پس صدہا روایات صحاح ساقط الاعتبار ہو جاویں گی و ھو کما تری پس یہ شبہ بھی ہرگز التفات کے قابل نہیں۔

چوتھا شبہ یہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث ہی موضوع ہے، کیونکہ بعض علماء نے اس پر متروک اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ”اوراق ماسبق“ میں پانچوں کتب حدیث کی اسناد بلفظہ نقل کر کے ایک ایک راوی کی توثیق بیان کر دی ہے، جس سے ثابت ہوا تھا کہ موافق شرط صحیحین ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ میں اور موجب شرط صحیح مسلم، مسند امام اعظم اور ترمذی میں۔ اس حدیث کی اسناد روایت کی گئی ہے اور کوئی راوی مستور الحال اور متروک نہیں۔

پھر اس کو موضوع کہہ دینا غایت درجہ کی ناانصافی ہے، اور جس کسی کو ذرہ بھی لگاؤ اس فن سے ہوگا وہ ایسی بے اصل کلام زبان سے نہیں نکالے گا۔ ورنہ یوں خواہ مخواہ موضوع کہہ دینا اور کسی راوی اسناد کو واضعین سے نہ ثابت کرنا، محض ہٹ دھرمی اور بے جا تعصب ہے اور بعض بعض علماء سے بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے یعنی غلطی سے غیر موضوع کو موضوع کہہ دیا۔ مثلاً علامہ ابن جوزی نے ایک حدیث مسلم و صحیح بخاری کو اور ۳۸ احادیث مسند امام احمد کو اور ۹ احادیث ابوداؤد کو اور ۳۰ احادیث ترمذی کو اور ۱۰ احادیث نسائی کو اور ۳۰ احادیث ابن ماجہ کو اور بہت سی احادیث تاریخ امام بخاری وغیرہ کو (جو تین سو کے قریب ہیں)

موضوع لکھ دیا ہے، حالانکہ ان میں سے فی الواقع ایک بھی موضوع نہیں۔ حافظ الحدیث علامہ جلال الدین رسالہ ”تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی“ کے آخر میں فرماتے ہیں:

هَذَا آخِرُ مَا أوردته في هذا الكتاب من الأحاديث
المتعقبه التي لا سبيل إلى إدراجها في سلك
الموضوعات وعدتها نحو ثلثمائة.

البتہ بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف بتلایا ہے مگر موضوع کا اطلاق نہیں کیا اور اس امر کا جواب گزر چکا کہ یہ حدیث کسی وجہ سے ضعیف نہیں۔ سب راوی اس کے موثق ہیں، بوجہ ضعف روایت کسی معتبر محدث نے اس کو ضعیف نہیں کہا، بلکہ بوجہ زیادہ لفظ ثم لا يعود کے کلام کیا ہے۔ سو وہ بھی (حسب قواعد مسلمہ ان ہی آئمہ کے) ثابت ہو چکا کہ یہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں کسی طرح کا ضعف نہیں اور نہ کوئی وجہ اس کے رد کرنے کی ہے۔ پس ایسی کلام قابل التفات کے نہیں ہے، اور یہ کلام غیر مسوع بھی (طریق عاصم میں ہے) نہ کہ طریق ابراہیم نغمی میں، کہ اس میں کسی کو کوئی بحث نہیں۔

نواب صاحب بھوپال باوجود اس وسعت نظر و غلو کے ”مسک الختام“ میں روایت امام کا یہ حال لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی نے جو طریق اسناد بموجہ امام اعظم بیان کیا، اس کے سوا رافعیین کے پاس اور طریق اسناد بواسطہ عشرہ مبشرہ موجود ہیں جن کی راویان راوی امام اعظم سے زیادہ فقیہ ہیں۔ عبارت بلفظہ ”مسک الختام“ کی یہ ہے:

و اما مناظره اوزاعی و ابوحنیفه و احتجاج اوزاعی
بسند عالی و احتجاج امام بفقہ راوی پس منظور فیہ
است زیرا کہ احادیث رفع رانہ ہمیں یک طریق است کہ
اوزاعی ذکر کردہ بلکہ راویان ولے عشرہ مبشرہ اند و
ایشان بے شک و شبہ افقہ اند از تنہا راویان حدیث
ابوحنیفہ و بیان آن خوابد آمد (انتہی)

پس بزم نواب صاحب طریق اسناد رفع یدین میں اگرچہ راویان حدیث رفع یدین افتہ بہ نسبت روایات امام کے ہوں مگر طریق اسناد امام کے قوی ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ کیونکہ سب راوی ثقہ اور فقیہ ہیں۔ باقی تحقیق اس امر کی کہ خلفاء راشدین سے آخر الامر کیا منقول ہوا؟ رفع یدین یا عدم رفع یدین آگے آوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض علماء غیر مقلدین نے جو نہایت متعصب معلوم ہوتے ہیں، عوام کو دھوکہ میں ڈالنے کے واسطے حدیث عبد اللہ بن مسعود کا موضوع ہونا ملا علی قاری حنفی کی طرف سے نقل کر دیا اور بے کھنگے صاف لکھ دیا کہ ملا علی قاری رسالہ ”موضوعات کبیر“ میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں۔ حالانکہ امر برعکس ہے۔ یعنی ملا علی قاری ان بعض کے قول کو نقل کر کے تردید کرتے ہیں جنہوں نے بے دلیل اس حدیث کو موضوع کہہ دیا۔ عبارت تردید ملا علی قاری کی یہ ہے:

قُلْتُ حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَآخَرَجَهُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ بِسَنَدٍ هِمَا فَمَا نَقَلَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ غَيْرَ ضَائِرٍ بَعْدَ مَا ثَبَتَ بِالطَّرِيقِ الَّتِي ذَكَرْنَا هَا وَ مُنَاطَرَةَ الْأَوْزَاعِيِّ مَعَ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ مَشْهُورَةٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ أَنَّ عَلِيًّا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ أَنْتَهَى مَخْتَصِرًا۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں یعنی (ملا علی قاری) حدیث ابن مسعود کو روایت کیا ابو داؤد اور ترمذی نے، پھر ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا اور نسائی نے عبد اللہ بن مبارک سے ان دونوں کی سند سے اخراج حدیث کیا، پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا مضمر نہیں، پس جب کہ ثابت ہوا اس طریق سے جو کہ ہم نے ذکر کیا اور

مناظر امام اوزاعی کا امام اعظم کے ساتھ مشہور ہے اور طحاوی نے اولاً اس کے بعد بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ اسود سے اس طرح روایت کیا، جو کہا کہ دیکھائیں نے عمر بن الخطاب کو اٹھائے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں، پھر نہیں اٹھائے، اور طحاوی نے روایت کیا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں اٹھا کر پھر نہیں اٹھائے۔ انتہی مختصراً۔

یہاں تک طریق اسناد حدیث عبد اللہ بن مسعود کا ذکر اور ان طرق پر جو کچھ شبہات تھے ان کے جوابات مذکور ہو گئے۔ اب حدیث براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع مالہ و ما علیہ کے بیان کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں ابو داؤد میں حدیث براء بن عازب اس طرح روایت کی ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبُرَّازِيُّ شَرِيكُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ أُنْفِهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ

ترجمہ: روایت ہے براء بن عازب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، دونوں ہاتھ کانوں کے نزدیک تک پہنچاتے، پھر نہ اٹھاتے۔ (انتہی)

اس حدیث کے اول راوی محمد بن الصباح دولابی ابو جعفر بغدادی ثقہ حافظ ہیں۔ کما فی التقریب، صفحہ ۲۲۲)

دوسرے راوی شریک ہیں۔ ان کی نسبت لکھا ہے:

صَدُوقٌ يُخْطِئُ كَثِيرًا، تَغْيَرُ حِفْظُهُ مَنَدُ وَلِي الْقَضَاءِ بِالْكُوفَةِ وَكَانَ عَادِلًا، فَاضِلًا، عَابِدًا، شَدِيدًا عَلَى أَهْلِ الْبِدْعِ ("تقریب" صفحہ ۲۸۰)

ہر چند "تقریب" میں ان کے تغیر حفظ اور کثیر الخطا ہونے کا ذکر کیا گیا مگر یہ شریک راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ہیں اور امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے اخذ روایت

کیا، خلاصہ ”تہذیب التہذیب“ میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ مُعِينٍ ثِقَّةٌ، يَغْلُطُ، وَقَالَ الْعَجَلُ ثِقَّةٌ وَقَالَ
يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ ثِقَّةٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ - (انتہی)

تیسرے راوی یزید بن ابی زیاد ہیں، ان کی نسبت ”تقریب“ میں یہ لکھا ہے۔
يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ الْهَاشِمِيُّ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ ضَعِيفٌ كَبِيرٌ
فَتَغَيَّرَ صَارَ يُتَلَقَّنُ انتہی اور خلاصہ ”تہذیب التہذیب“ میں
لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ يَكْتُبُ حَدِيثَهُ وَقَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ
الدِّينِ الدَّهَبِيُّ هُوَ صُدُوقٌ رَدِّي الْحِفْظِ وَقَالَ فِي
هَامِشِهِ عَنِ التَّهْذِيبِ قَالَ أَبُو زُرْعَةَ يَكْتُبُ حَدِيثَهُ وَ
قَالَ أَبُو ذَاوَدَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَرَكَ حَدِيثَهُ وَغَيْرَهُ أَحَبَّ إِلَيَّ
مِنْهُ - (انتہی)

امام بخاری نے تعلیقات میں ان سے روایت کی ہے۔ مسلم اور سنن اربعہ کے یہ راوی
ہیں۔

چوتھے راوی عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ ہیں۔ ان کی نسبت ”تقریب“ میں لکھا ہے۔
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى الْأَنْصَارِيُّ الْمَدَنِيُّ ثُمَّ الْكُوفِيُّ ثِقَّةٌ مِّنْ
الثَّانِيَةِ صَحَّاحٌ سَتَہ کے یہ راوی ہیں، غرض اس اسناد میں براء بن عازب تک چار راوی ہیں
جن میں دو راوی یعنی محمد بن الصبح اور ابن ابی لیلیٰ ہر شش اصول کے راوی ہیں، جن کی توثیق
میں کسی کو کلام نہیں۔ تیسرے راوی شریک ہیں۔ ان کا صدوق ہونا اور مسلم کا راوی ہونا اوپر
ثابت ہو چکا ہے اور اس روایت میں شریک کا خطا کرنا موجب جرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بخاری
وغیرہ یزید کا زیادہ کرنا یعنی کلمہ (ثُمَّ لَا يَعُودُ) کا روایت کرنا خود قبول کرتے ہیں اور دیگر
روایت بھی اس زیادہ کو یزید سے روایت کرتے ہیں جس کا ذکر آتا ہے، پس شریک اس زیادہ
میں مفرد نہیں۔ لہذا روایت کرنا شریک کا اس زیادہ کو مقبول و معتبر ہے۔

قَالَ الزُّبَيْعِيُّ فِي تَخْرِيجِهِ قَالَ الشَّيْخُ فِي الْأَمَامِ وَ
اعْتَرَضَ عَلَيْهِ بِأُمُورٍ أَحَدَهَا انْكَارُ هَذِهِ الزِّيَادَةِ عَلَى
شَرِيكَهِ وَ زَعَمُوا أَنَّ جَمَاعَةً رَوَوْهُ عَنْ يَزِيدَ لَمْ يَدْكُرُوا
فِيهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ الشَّيْخُ وَقَدْ تَوَبَّعَ شَرِيكَهُ عَلَيْهَا
كَمَا أَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِي عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكْرِيَّا-

(انتہی)

پس جب کہ شریک کے تابع اس زیادہ میں موجود ہیں تو یہ زیادہ خطاء شریک نہیں ہو
سکتی۔ پس صحت اس زیادہ کی نسبت شریک ثابت ہو گئی۔

اور چوتھے راوی جو یزید بن ابی زیادہ ہیں، ان کی توثیق بھی پہلے گزر چکی کہ حافظ شمس
الدین ذہبی اور ابن ابی عدی اور ابوداؤد ان کو صدوق کہتے ہیں اور مسلم نے ان کو اصحاب الدق
والستر میں رکھا ہے۔

قَالَ الزُّبَيْعِيُّ فِي تَخْرِيجِهِ قَالَ الشَّيْخُ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي
زِيَادٍ مَعْدُودٌ فِي أَهْلِ الصِّدْقِ ذَكَرَ أَبُو الْحَارِثِ انْفِرَاؤَ
قَالَ أَبُو الْخُسْرَةِ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ جَيِّدُ الْحَدِيثِ وَ ذَكَرَ
مُسْلِمٌ فِي خُطْبَةٍ كِتَابِهِ صَنِفًا فَقَالَ إِنَّ السِّتْرَ الصِّدْقِ
وَتَعَاطَى الْعِلْمَ يَشْمَلُهُمْ كَعَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ وَيَزِيدُ بْنُ

أَبِي زِيَادٍ - (انتہی)

”تقریب میں جو ضعیف بتلایا باعتبار آخر حال کے بتلایا، مگر یزید کا لقب ہونا بذاتہ ثابت ہے
کہ رجال مسلم و ابوداؤد سے ہیں۔ لہذا یہ حدیث حسن ہوئی اور ابوداؤد نے جو اپنی سنن میں
لکھا ہے کہ اس حدیث کو سفیان نے بدوں کلمہ ”ثُمَّ لَا يَعُودُ“ کے روایت کیا ہے، اور کہا ہے
کہ یہ کلمہ اول یزید نے بیان نہیں کیا تھا، پھر کوفہ میں اس کو زیادہ کیا ہے، اور اس حدیث کو یزید
سے مشتم و خالد و ابن ادریس نے نقل کیا ہے، مگر یہ کلمہ نقل نہیں کیا۔ تو یہ قول ابوداؤد کا اس
زیادہ پر جرح نہیں لاتا جب کہ یزید کا صدوق ہونا اور وثوق ثابت ہے، کیونکہ یہ کلمہ مبائن اور

مخالف حدیث فرید علیہ کے نہیں۔ اس واسطے کہ اصل میں رفع عند التحريم کو ذکر کیا ہے اور رفع، عدم رفع عند الركوع وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں کیا، بلکہ اس سے سکوت ہے اور اس زیادہ میں عدم رفع سے کوئی مخالفت و مباہلت رفع عند التحريم کے ساتھ پیدا نہیں ہوئی۔ پس ایسی زیادہ غیر مخالف ثقہ کی مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح منجہ سے اوپر لکھا گیا

وَقَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِي مُقَدِّمَتِهِ وَمَذْهَبُ الْجَمْهُورِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَأَصْحَابِ الْحَدِيثِ فِيمَا حَكَاهُ الْخَطِيبُ أَبُو بَكْرٍ أَنَّ الزِّيَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ إِذَا نَفَرَدَ بِهَا سَوَاءٌ كَانَ ذَلِكَ مِنْ شَخْصٍ وَاحِدٍ بَلَّغَ رَوَاهُ نَاقِصًا مَرَّةً وَرَوَاهُ أُخْرَى وَفِيهِ تِلْكَ الزِّيَادَةُ أَوْ كَانَتْ الزِّيَادَةُ مِنْ غَيْرِ مَنْ رَوَاهُ نَاقِصًا - (انتهی)

پس یزید ثقہ کا اول زیادہ کو ذکر نہ کرنا اور پھر روایت کرنا کچھ مضرت کو نہیں ہوتا۔
کما تقرر فی الاصول لہذا اس عبارت ابو داؤد کو بظاہر المعنی محل طعن حدیث میں ذکر کرنا مناسب نہیں اور حسب قاعدہ اصول حدیث کوئی وجہ طعن کی نہیں۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ وَ أَمَّا يَزِيدُ فَمِنْ نَفْسِهِ فَهُوَ ثِقَةٌ جَائِزُ الْحَدِيثِ وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ هُوَ وَإِنْ تَكَلَّمَ فِيهِ لِتَغْيِيرِهِ فَهُوَ مَقْبُولُ الْقَوْلِ عَدْلٌ ثِقَةٌ وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا تَرَكَ حَدِيثَهُ وَغَيْرُهُ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ فِي كِتَابِ الثِّقَاتِ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ يَزِيدُ ثِقَةٌ وَلَا يُعْجِبُنِي قَوْلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِيهِ وَخَرَجَ حَدِيثُهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَقَالَ السَّاجِيُّ صَدُوقٌ وَكَذَا قَالَ ابْنُ حَبَّانَ وَخَرَجَ حَدِيثُهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَقَالَ السَّاجِيُّ صَدُوقٌ وَكَذَا قَالَ ابْنُ حَبَّانَ وَخَرَجَ مُسْلِمٌ حَدِيثَهُ وَتَشْهَدُ بِهِ الْبُخَارِيُّ فَإِذَا كَانَ حَالُهُ كَذَلِكَ

جَزَّ أَنْ يَحْمِلَ عَلَى أَنَّهُ حَدَّثَ بَعْضَ الْحَدِيثِ تَارَةً وَ
يَجْمَعُهُ أُخْرَى أَوْ يَكُونُ قَدْ نَسِيَ أَوْ لَا ثُمَّ ذَكَرَ (انتہی)
الحاصل سفیان کی یہ کلام منقولہ ابو داؤد موجب جرح اس زیادہ کی محدثین کے قاعدہ
سے نہیں ہے اور علی ہذا شیم و خالد و ابن ادریس کا اس زیادہ کو روایت نہ کرنا جیسا کہ ابو داؤد
نے کہا، اگر مسلم بھی ہو تب بھی کوئی جرح نہیں موافق قاعدہ مذکور کے، چہ جائیکہ خود شیم کا
روایت کرنا بھی اس زیادہ کو ثابت ہوتا ہو مع دیگر جماعت حفاظ کے۔

قَالَ الْعَيْنِيُّ بِعَارِضٍ قَوْلَ ابْنِ عَدَى فِي
الْكَامِلِ رَوَاهُ هُشَيْمٌ وَ شَرِيكٌ وَ جَمَاعَةٌ مَعَهُمَا عَنْ يَزِيدَ
وَ قَالُوا فِيهِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ وَ أَخْرَجَهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ
بْنِ زَكْرِيَّا وَ نَحْوِهِ أَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَّاتِ مِنْ
طَرِيقِ نَضْرَبْنَ شَمِيلَ عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ بْنِ إِسْحَاقَ
عَنْ يَزِيدَ بَلْفِظَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَدُّهُ أَوْ ذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ وَ أَخْرَجَهُ
الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ
حَدَّثَنَا حَمْرَةُ الزِّيَّاتِ كَذَلِكَ (انتہی)

اب واضح ہو گیا کہ یہ عبارت ابو داؤد نہ موجب جرح حدیث ہے اور نہ حسب قاعدہ
محدثین کے اس زیادہ پر کوئی جرح ہو سکتی ہے۔ البتہ امام بخاری نے اپنے رسالہ ”رفع
الیدین“ میں جو قول سفیان بن عیینہ نقل کیا ہے وہ خدشہ اس زیادہ پر وارد ہے، وہ یہ ہے
کہ سفیان کہتے ہیں جب یزید بوڑھے ہو گئے تو لوگوں نے ان کو لفظ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ تلقین کر دیا
تھا۔ لہذا یزید ”قول ثم لم يعد“ کو زیادہ کرنے لگے۔ عبارت رسالہ امام بخاری کی یہ ہے:

قَالَ سُفْيَانُ لَمَّا كَبُرَ الشَّيْخُ لَقْنُوهُ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ فَقَالَ
ثُمَّ لَمْ يَعُدْ (انتہی)

اور تخریج زمعلی میں اس قول سفیان کو حازی ہے اس طرح نقل کیا ہے کہ یزید روایت
کرتے تھے اور ثُمَّ لَا يَعُودُ نہیں کہتے تھے (یعنی جب مکہ میں روایت کرتے تھے) پھر جب

کوفہ میں گئے تو سنا کہ تُم لَا یَعُوذُ زیادہ کرنے لگے، لوگوں نے تلقین کر دیا انہوں نے قبول کر لیا اور بیہوشی سے تخرِج میں دلیل یہ نقل کی ہے کہ قدیم تلامذہ یزید مثل سفیان و شعبہ و ہشیم و زہیر وغیرہم اس زیادہ کو روایت نہیں کرتے اور شاگرد آخر عمر کے جس زمانہ میں اختلاط ہو گیا تھا روایت کرتے ہیں۔ عبارت تخرِج زہلی یہ ہے:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زَيْدٍ يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ وَلَا يَقُولُ فِيهِ تُم لَا يَعُوذُ تُم دَخَلَتْ الْكُوفَةُ فَرَأَيْتُهُ يُرْوِيهِ وَقَدْ زَادَ فِيهِ تُم لَا يَعُوذُ لِقْنُوهُ فَتَلَقَّنْ انتهي قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ تَلَقَّنَهَا إِنَّ أَصْحَابَهُ الْقُدَمَاءَ لَمْ يَأْثُرُوهَا عَنْهُ مِثْلَ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَ شُعْبَةَ وَ هُشَيْمٍ وَ زَهْرِيٍّ وَ غَيْرِهِمْ وَإِنَّمَا أَتَى بِهَا عَنْهُ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ بِأَخْرِهِ وَ كَانَ قَدْ تَغَيَّرَ وَ اخْتَلَطَ۔ (انتہی)

اور حافظ ابن حجر تلخیص زہلی میں سفیان کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا قَدَّمْتُ الْمَدِينَةَ سَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ تُم لَا يَعُوذُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ لِقْنُوهُ (انتہی)

بہر حال زیادہ پر یہ اقوال سفیان کے بظاہر جرح قوی وارد کرتے ہیں۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ سفیان کا یہ کہنا کہ اول یزید کلمہ لَا یَعُوذُ روایت نہیں کرتے تھے۔ کوفہ میں جا کر بیان کیا گو مسلم، مگر یہ امر موجب جرح نہیں۔ کَمَا مَرَّ أَوْ رِیَہ کہنا کہ بعد تغیر کے تلقین ہوئی، غیر مسلم کیونکہ یہ سفیان کا محض ظن و تخمین سے ہے، نہ کہ تحقیق، یقین سے وہ خود فرماتے ہیں فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ لِقْنُوهُ الخ اور اس پر کوئی حجت، بجز اس کے نہیں کہ اول بیان نہ کیا، کوفہ میں بیان کیا، سو یہ دلیل تلقین کی نہیں، بلکہ حسب قاعدہ محدثین ایسی زیادت مقبول ہے۔ کَمَا مَضَى اور ابن عدی نے کمال میں ہشیم کے واسطے سے زیادت تُم لَا یَعُوذُ کو روایت کر کے بتلادیا قدامتاء اصحاب یزید نے بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے

اور یہ زیادت اختلاط کے بعد نہیں، بلکہ ابتداء سے ہے اور نہ یہ زیادت تخلیق ہے، بلکہ محفوظ روایت یزید کی ہے اور اس روایت ششم کو احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے:

قَالَ أَحْمَدُ نَحْنُ هَشِيمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى ابْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِمَّنْ أذُنُهُ ثُمَّ لَا يَعُودُ فِي الصَّلَاةِ (الخ) (من كشف الرين)

(ترجمہ) ”حضرت بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تکبیر کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ کے دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کے قریب دکھائی دیتے، پھر آپ نماز میں (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ ہاتھوں کو نہ اٹھاتے۔“

پس واضح ہو گیا کہ یہ زیادت صحیح و معتبر ہے اور جرح کرنا اس پر بائن، قول ابن عیینہ خلاف قواعد مسلمہ اہل حدیث کے ہے کہ یزید بن ابی زیاد موثق اور اس کی روایت مقبول و معمول ہے، کوئی غبار اس پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ و لی التوفیق۔

دوسرے اسناد جس سے امام ابو داؤد نے اس حدیث براء بن عازب کو روایت کیا، الفاظ اس کے یہ ہیں:

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَا وَكَيْعُ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عَيْسَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ

”حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہتے ہیں میں نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو نماز کی ابتداء میں (بکبیر تحریر کے وقت) اٹھائے پھر نہیں اٹھائے حتیٰ کہ نماز سے پھر گئے۔

اور امام بخاری نے اس روایت کی اسناد اپنے رسالہ رفع الیدین میں اس طرح بیان کی ہے:

قَالَ الْبُخَارِيُّ وَ رَوَى وَ كَيْفُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عَيْسَى وَ الْحَكَمِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرْتُمْ لَمْ يَرْفَعْ۔

اس طریق اسناد میں جو ابوداؤد اور رسالہ ”رفع الیدین“ بخاری سے نقل کیا گیا ہے، امام ابوداؤد فرماتے ہیں (هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ) مگر چونکہ اول حسن ہونا حدیث یزید کا ثابت ہو چکا کہ یزید ثقہ ہے اور یہ حدیث قبل تغیر کے ہے، کیونکہ ہشتم نے (جو تلمیذ قدیم قبل زمانہ تغیر یزید کا ہے) اس کو روایت کیا ہے تو ضعف اس سند کا جو بوجہ محمد بن ابی لیلیٰ کے ہے، ہم کو مضر نہیں، کیونکہ اس سند سے تقویر و تائید اول حدیث مراد ہے، نہ اثبات مدعی اور ضعیف حدیث سے تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ گمافی اصول الحدیث اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی نسبت یہ شبہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو ابن ابی لیلیٰ نے بیان کی، اپنے حافظہ سے بیان کی، اور ابن ابی لیلیٰ کی کتاب سے جو روایت کرتے ہیں اس میں اس کو بواسطہ یزید روایت کرتے ہیں، پھر آخر مرجع حدیث کا یزید کی تلقین پر ٹھہرا اور محفوظ وہ ہے جو روایت کیا یزید سے ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ سے، پہلی عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے:

قَالَ الْبُخَارِيُّ وَ إِنَّمَا رَوَى ابْنُ أَبِي لَيْلَى هَذَا مِنْ حِفْظِهِ فَأَمَّا مَنْ حَدَّثَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى مِنْ كِتَابِهِ فَإِنَّمَا حَدَّثَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ يَزِيدَ فَرَفَعَ الْحَدِيثَ إِلَى تَلْقِينِ يَزِيدَ وَ الْمُحْفَوظُ مَا رَوَى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ وَ شُعْبَةُ وَ

ابْنُ عُيَيْنَةَ قَدِيمًا۔

جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ یہ سند محض بے اصل ہے، پھر تائید کی صلاحیت نہیں رکھتی، سو یہ مدفع ہے کیونکہ محمد بن ابی لیلیٰ صدوق و جازز الحدیث ہے اور جس نے ان کو ضعیف لکھا ہے بوجہ سوء حفظ کے (جو آخر عمر میں بعد قضا) لاحق ہوا تھا لکھا ہے اور یہ بھی محقق و مبرہن ہے کہ محمد اپنے بھائی عیسیٰ ابن ابی لیلیٰ سے اور عیسیٰ اپنے والد عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں، علی ہذا محمد کا حکم سے اور حکم کا عبد الرحمن سے روایت کرنا بلا تردد ہے۔ پس ایسی حالت میں اگر محمد، عیسیٰ اور حکم سے اس روایت براء کو بھی روایت کرتا ہے جیسا کہ یزید سے روایت کرتا ہے تو ہرگز کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی قدح اس کے حق میں ہو سکے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ و کبیع نے اس روایت کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے اخذ کیا ہو، تو ایسی حالت میں اس میں احتمال ضعف کا بہت ضعیف ہے کہ جس کا انجبار بھی سہل ہے اور تائید کا حصول تو اس سے خود موافق قواعد اصول کے ہے:

قَالَ فِي خُلَاصَةِ التَّهْذِيبِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ أَبِي لَيْلَى الْأَنْصَارِيِّ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَاضِي الْكُوفَةِ وَ أَحَدُ الْأَعْلَامِ عَنْ أَخِيهِ عَيْسَى وَ الشَّعْبِيِّ وَ عَطَاءٍ وَ نَافِعٍ وَ عَنْهُ شُعْبَةُ وَ سُفْيَانُ وَ كَيْعٌ وَ أَبُو نَعِيمٍ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ مَحَلُّهُ الصِّدْقُ شَغَلَ بِالْقِضَاءِ فَسَاءَ حِفْظُهُ قَالَ الْعَجَلِيُّ كَانَ فَقِيهًا صَاحِبُ السَّنَةِ جَائِزُ الْحَدِيثِ۔

اور تقریب میں ان کو صدوق سیئی الحفظ کہا ہے اور ”میزان الاعتدال“ میں لکھا ہے:

صَدُوقٌ إِمَامٌ سَيِّئُ الْحِفْظِ وَ قَدْ وَثَّقَ رَوَى عَنْهُ الشَّعْبِيُّ وَ عَطَاءٌ وَ الْحَكَمُ

اگرچہ تضعیف بھی ان کے علماء سے منقول ہے مگر وجہ ضعف وہی سوء حفظ عارضی ہے فقط، پس جب کہ محمد کا صدوق موثق، جازز الحدیث ہونا اور عیسیٰ اور حکم سے

راوی ہونا محقق ہے تو احتمال صحت روایت حدیث براء بن عازب کا بھی عیسیٰ اور حکم سے موجود ہے اور بسبب اس کے کہ سوء حفظ ان کو بعد قضاء کے عارض ہوا ہے، تو اخذ و کسب کا اس حدیث کو محمد سے قبل لمحق سوء حفظ کے بھی محتمل صحیح ہے، تو ان دو وجہ سے یہ حدیث احتمال صحت کا رکھتی ہے، اور بوجہ مخالفت روایت حفظ حدیث اور روایت کتاب کے احتمال خطا کا ہے اور یہ اضطراب ہے تو ایسے موقعہ میں اگر حافظ کا یہ اضطراب ہوتا ہے تو رفع اس کا اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سب (شیوخ سے اثبات روایت کا مسلم کرتے ہیں کہ احیاناً ایک شیخ کا ذکر کیا اور احیاناً دوسرے کا۔ چنانچہ بخاری نے روایت قتادہ کا اضطراب اس طرح دفع کیا ہے، ترمذی کے باب مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ میں لکھا ہے:

حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فِي إِسْنَادِهِ اضْطِرَابٌ إِلَى أَنْ قَالَ قَالَ أَبُو عِيْسَى سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ هَذَا فَقَالَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ قَتَادَةُ رَوَى عَنْهُمَا جَمِيعًا

دیکھو! قتادہ کے اضطراب کو کہ بھی نصر بن انس سے روایت کرنا بیان کیا اور کبھی زید بن ارقم سے، اس طرح رفع کر دیا کہ دونوں سے احتمال روایت ہو سکتا ہے، اب علاوہ ابو داؤد کے جن جن مصنفین محدثین نے حدیث براء بن عازب کو اخذ کیا ہے ان کی عبارت بھی نقل کی جاتی ہے۔ مسند امام احمد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ پہلے بھی وہ نقل ہو چکا ہے:

لَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْسَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَرَى إِبْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِّنْ أَذْنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ فِي الصَّلَاةِ

ترجمہ: کہا براء بن عازب نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکبیر فرماتے، رفع یدین کرتے، یہاں تک کہ ہم دیکھتے دونوں انگوٹھے کانوں کے نزدیک، پھر اس نماز میں نہ اٹھاتے، اس روایت میں شریک راوی کے بجائے ہشیم ہے کہ راوی یزید کا قبل تغیر یزید کے ہے۔ چنانچہ بیان اس کا ہو چکا۔

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس طرح ہے:

ثَنَا وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكِيمِ وَعِيسَى عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ
يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتَّى يَفْرُغَ-

ترجمہ بدستور سابق ہے، اور موافق روایت ابو داؤد و رسالہ ”رفع الیدین“ امام بخاری
سب رجال اس کے ثقہ ہیں اور امام طحاوی نے شرح ”معانی الآثار“ میں اس طرح روایت کیا

ہے:

ثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ثَنَا سُفْيَانُ ثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ ابْنِ أَبِي
لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِفَتْحِ الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَ
إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِّنْ شَحْمَتَيْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ- (”طحاوی“ صفحہ

(۱۳۲)

ترجمہ بدستور، وایضاً-

فِيهِ ثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَوْنٍ نَا خَالِدٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى
عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- مثله، وایضاً

فِيهِ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ثَنَا
وَكِيعٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عَنِ الْحَكِيمِ عَنْ ابْنِ
أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عَنِ الْحَكِيمِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ
الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مثله-

اور روایت کیا اس حدیث براء بن عازب کو کئی طرق سے دار قطنی نے اور
عبد الرزاق نے جامع میں۔ خیال اختصار ان کی نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی ہم

نے اس جگہ چار حدیث کی کتابوں اور ایک رسالہ ”رفع الیدین“ امام بخاری علیہ الرحمہ سے حدیث براء بن عازب کے طریق اسناد کو نقل کیا ہے۔ اگرچہ بعض طرق کے بعض روایات ضعیف بھی ہیں مگر بوجہ تعدد طرق اسناد کے قوت ہو سکتی ہے۔ کَمَا هُوَ ثَابِتٌ فِي أُصُولِ الْحَدِيثِ

بعد ثبوت و توثیق حدیث براء بن عازب کی حدیث عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تائید و تقویت کے لیے بیان کی جاتی ہے۔ کہا ”تخریج زیلعی“ میں:

قَالَ الطَّبْرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَحْنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مَقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ وَحِينَ يَدْخُلُ مَسْجِدَ الْحَرَامِ فَيَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الصَّفَا وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الْمَرْوَةِ وَحِينَ يَقِفُ مَعَ النَّاسِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَالْمَقَامَيْنِ وَحِينَ يَرْمِي الْجُمُرَةَ۔

اور امام بخاری نے تعلیقات رسالہ ”رفع الیدین“ میں اس طرح روایت کی ہے:

وَكَيْفُ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مَقْسَمٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي إِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَفِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَعِنْدَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِجَمْعٍ وَفِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجُمُرَتَيْنِ۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رفع الیدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ۔ جب نماز شروع کرے اور جب خانہ کعبہ میں داخل ہو اور کعبہ کو دیکھے

اور جب صفا اور مروہ پر کھڑا ہو اور جب لوگوں کے ساتھ عرفہ کے دن ڈھلے وقفہ کرے اور مزدلفہ میں اور دونوں مقاموں میں وقت رمی جمرہ کے۔

اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ”رفع الیدین“ میں تطبیق اس حدیث ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث موقوفہ بھی منقول ہے اور مرفوعہ بھی۔ ہرچند اس روایت پر آئمہ نے کلام کیا ہے مگر چونکہ بطور تائید اس کو نقل کیا ہے کچھ ہرج نہیں۔ ثبوت اصلی مدعا کا دو حدیث سابقا ذکر کر دیا گیا ہے، اور یہ محض تائید کے غرض سے منقول ہوئی ہے۔

تاہم حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث پر تین شبہ وارد کیے ہیں، ان کا مختصر جواب دیا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حکم نے مقسم سے نہیں سنا مگر چار حدیثیں، اور یہ حدیث ان چار میں سے نہیں۔ لہذا مرسل ہے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ ہرچند مرسل امام بخاری کے نزدیک حجت نہ ہو، مگر امام مالک، امام اعظم، امام احمد بن حنبل وغیرہم کے نزدیک حجت ہے، پس مرسل ہونا ان کی دلیل کو کمزور نہیں کرتا۔ شرح صحیح مسلم میں ہے:

وَمَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَحْمَدُ وَكَثَرِ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ يَحْتَجُّ بِهِ۔

دوسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ طاؤس اور ابو جمرہ اور عطاء نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ جو طاؤس وغیرہ نے ابن عباس سے رفع یدین کرنا نقل کیا وہ مثبت دوام اس فعل کا نہیں۔ تاکہ عدم رفع کے معارض ہو، ممکن ہے کہ کبھی ابن عباس نے رفع یدین بھی کیا ہو۔ جمہور طرفین، رافضیین اور ماتھنین وجود رفع یا عدم وجوب رفع کے قائل نہیں۔ پس کوئی امر معارض ثابت نہ ہوا، اور یہ جواب مسلمات رافضیین سے ہے، کیونکہ جب بروایت مجاہد حضرت عبد اللہ بن عمر سے رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا، تو رافضیین نے یہی جواب دیا تھا۔ چنانچہ مسک الختام میں نواب صاحب بھوپال فرماتے ہیں:

و جوابش آنست کہ این اعتراض وقتے برما
وارد شود کہ ابن عمر را راوی وجوب رفع گوئیم
حالانکہ این نمی گوئیم زیرا کہ مجاہد حکایت
فعل ابن عمر کردہ و فعل را عموم نیست چہ وہ
نگفتہ کہ ابن عمر گاہی دست نمے برداشت بلکہ

حکایت نمازی مخصوص کردہ

تیسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ و کین کی حدیث بلکہ کلمہ انحصار (لا یرفع الا فی ہذہ
المواطن) موجود نہیں اور علاوہ ان سات مقامات مذکورہ کے استقا اور دعا وغیرہا میں بھی
حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہوا ہے۔ جب حصر اس حدیث میں ثابت
نہ ہوا تو جیسے ان مقامات مذکورہ میں رفع کرے، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے
وقت بھی رفع یدین کرے۔

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بلاشبہ حصر حقیقی مراد نہیں تاکہ
تعارض دیگر احادیث کے ساتھ واقع ہو مگر حصر اضافی ضرور ثابت ہے اور جب نماز میں سے
بجائے چند مرتبہ رفع کرنے کی صرف ایک جگہ یعنی افتتاح نماز ہی میں رفع کرنے کا ذکر کیا تو
اس سے دیگر مقامات رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت کی نفی یقیناً پائے گی۔ کیونکہ نماز جس
کا ادا کرنا پانچ مرتبہ رات دن میں فرض ہے۔ اس کے ایک قسم کے حکم کو جو تین جگہ ایک
ہی رکعت میں اور ہر رکعت میں کرنا پتا ہو ایک جگہ تو بتلا دینا اور دو جگہ چھوڑ دینا خلاف
قیاس ہے اور عادات مجتہدین صحابہ سے بمراحل دور ہے، ظاہر تو یہی امر ہے۔ آئندہ
واللہ اعلم و علمہ اتم۔

چوتھا شبہ مصنف ”تنویر العینین“ نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں، بلکہ قول ابن
عباس ہے۔

جواب اس کا اول تو یہ ہے کہ ہر دو طریق طبرانی اور بخاری سے مرفوع ہونا اس کا ثابت
ہے جیسا کہ الفاظ روایت سے ظاہر ہوا:

فَلَا وَجْهَ لِعَدَمِ كَوْنِهِ مَرْفُوعًا
دوسرا جواب یہ ہے کہ جب قول صحابی ایسا ہو کہ جس میں قیاس کو گنجائش نہ ہو، تو وہ حکم
مرفوع کا رکھتا ہے۔ کَمَا هُوَ نَائِبٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ
حدیث ابن عباس کے بعد حدیث عباد بن الزبیر ذکر کی جاتی ہے۔ کہا رسالہ ”کشف
الین“ میں:

عُبَادُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَّاتِ أَيْضًا
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْحَافِظُ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ مُحَمَّدِ بْنِ
يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الرَّبِيعِ
عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى عَنْ عُبَادِ بْنِ
الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا
افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَمْ
يَرْفَعْهُمَا فِي شَيْءٍ حَتَّى يَفْرُغَ

ترجمہ: روایت ہے عباد بن الزبیر سے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
جب نماز شروع کرتے شروع نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر آخر تک نہ اٹھاتے۔
اس حدیث کے اسناد پر امام دقیق العبد نے کوئی جرح نہیں کی۔ البتہ یہ کہا ہے کہ
عباد بن زبیر صحابی نہیں، بلکہ تابعی ہیں، لہذا یہ حدیث مرسل ہوئی، متصل نہ رہی۔

جواب اس کا علامہ محمد ہاشم سند نے یہ دیا ہے کہ حدیث مرسل خفیوں کے نزدیک
مقبول ہے۔ خصوصاً مرسل قرون ثلاثہ، پھر جب کہ تائید کی گئی ہو اور احادیث سے اقوال
مرسل خفیوں ہی کے نزدیک مقبول نہیں بلکہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہاء
کے نزدیک حجت ہیں، پھر کوئی وجہ اعتراض کی نہیں۔ کما مر۔

تنبیہ

یہاں تک پانچ احادیث کہ جن میں ایک مرسل ہے اور چار متصل، مرفوع ہیں۔ چار

صحابہ (عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس) کی مذکور ہوئیں۔ علاوہ دیگر کتب احادیث کے جن کی عبارتیں منقول ہوئیں۔ خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے رسالہ ”رفع الیدین“ میں ابن چاروں کو روایت کیا ہے اور کسی کو ان میں سے موضوع نہیں کہا، اور نہ کسی راوی کو متمم بالکذب یا مستور الحال فرمایا۔ البتہ حسب قاعدہ فن حدیث کچھ کچھ جرح ہر ایک کی اسناد پر فرمائی، جس کو علماء حنفیہ نے فن حدیث ہی کے قاعدہ سے اٹھادیا ہے، خصوصاً حدیثین اولین پر سے کسی جرح کو باقی نہیں رہنے دیا، جو منصف طبیعت ہیں، وہ خود انصاف کر کے دل میں فیصلہ کر لیں۔

آثار صحابہ

اثر ابن عمر، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ”موطا“ میں فرماتے ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةِ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا سِوَايَ ذَلِكَ۔

ترجمہ: عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں دیکھا میں نے ابن عمر کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کانوں تک اول تکبیر پر شروع نماز میں اور اس کے سوا نہیں اٹھاتے تھے۔

اور امام طحاوی ”شرح معانی الآثار“ میں حضرت ابن عمر سے یہی روایت دوسرے طریق اسناد سے نقل کرتے ہیں۔ عبارت بلغدیہ ہے:

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ لَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ لَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ عَنْ حَصْبَيْنِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا إِلَى الْعَكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ۔

ترجمہ: مجاہد کہتے ہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے ابن عمر کے، پس نہیں اٹھاتے تھے

ہاتھ مگر نماز کے پہلی تکبیر میں۔“

اس دوسرے اسناد مجاہد کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی رسالہ ”رفع الیدین“ میں نقل کیا ہے مگر تین جرح وارد کی ہیں۔ ایک یہ کہ مجاہد سے لیٹ نے نقل کیا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اور یہ محفوظ تر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدقہ نے کہا ہے کہ جس نے حدیث مجاہد ابن عمر سے رفع یدین نہ کرنے میں نقل کی اس کا حافظہ آخر میں متغیر ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ کہ طاؤس اور سالم اور نافع اور ابوالزبیر اور محارب بن دثار وغیرہم نے کہا ہے کہ دیکھا ہم نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے وقت تکبیر اولیٰ اور رکوع کیے۔ عبارت امام ممدوح کے رسالہ کی یہ ہے:

وَالَّذِي قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَأَيْتُ بَنَ عِيَّاشٍ عَنْ حَصْبَيْنِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فَقَدْ خُولِفَ فِي ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ وَكَيْفَ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ قَالَ رَأَيْتُ مُجَاهِدًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ جَرِيْدٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَهَذَا أَحْفَظُ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ صَدَقْتَهُ إِنَّ الَّذِي يَرْوِي حَدِيثَ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرَةِ كَانَ صَاحِبُهُ فَقَدْ تَغَيَّرَ بِأَخْبَرِهِ وَالَّذِي رَوَاهُ الرَّبِيعُ وَلَيْثٌ أَوْ لَى مَعَ أَنَّ طَاوُسًا وَسَلِمًا وَنَافِعًا وَابْنَ الزُّبَيْرِ وَمَحَارِبَ بْنَ ثَارٍ وَغَيْرَهُمْ قَالُوا رَأَيْنَا ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ۔

اول جرح کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر خود مجاہد کا رفع یدین کرنا ثابت ہو تو یہ امر ان کے واسطے سے روایت عدم رفع کو کمزور نہیں کرتا جیسا کہ امام مالک

حضرت ابن عمر سے بواسطہ نافع (جو نہایت درجہ قوی اسناد ہے) حدیث رفع یدین کی روایت کرتے ہیں اور موافق مشہور روایت خود اس کے عامل نہیں۔ کما سیجسی۔

دوسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ اگر راوی عن المجاہد متغیر الحافظ ثابت ہوا جس سے یہ اسناد کمزور ہو گئی، تو دوسرا طریقہ اسناد حدیث ہذا جو موطا امام محمد سے نقل ہوا، اس ر قوی کرتا ہے۔

تیسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ طاؤس اور سالم اور نافع وغیرہم نے حضرت ابن عمر سے بے شک رفع یدین کرنا نقل کیا مگر مدامت اس عمل کی نہیں کی۔ اسی طرح مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم رفع یدین نہ کرنا حضرت ابن عمر سے نقل کیا۔ لہذا ممکن ہے کہ ابتداء میں حضرت ابن عمر نے رفع یدین کیا ہو گا جس کو طاؤس وغیرہ نے دیکھا اور جب بعد میں رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا تو ترک کر دیا ہو گا جس کو مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم نے روایت کیا ہے۔

اور امام طحاوی کے نزدیک یہ ترک رفع یدین کرنا ابن عمر کا منسوخت رفع یدین کا قرینہ ہے:

حَيْثُ قَالَ فِي الطَّحَاوِيِّ فَإِنْ قَالَ فَإِنَّ طَاوُسًا قَدْ
ذَكَرَ أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عُمَرَ يَفْعَلُ مَا يُؤَافِقُ مَا رَوَى عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهُمْ فَقَدْ
ذَكَرَ ذَلِكَ طَاوُسٌ وَقَدْ خَالَفَهُ مُجَاهِدٌ فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ
يَكُونَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَأَاهُ طَاوُسٌ يَفْعَلُهُ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ
عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَهُ الْحُجَّةُ بِنَسْخِهِ وَ
تَرْكِهِ وَفَعَلَ مَا ذَكَرَهُ عَنْهُ مُجَاهِدٌ هَكَذَا يَنْبَغِي أَنْ
يَحْمِلَ مَا رَوَى عَنْهُمْ وَيَنْفِي عَنْهُ الْوَهْمُ حَتَّى يَتَحَقَّقَ
ذَلِكَ وَالْأَسْفَطُ أَكْثَرُ الرِّوَايَاتِ -

اثر علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ

عَاصِمِ بْنِ كَلَيْبِ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ
الْمَكْتُوبَةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِيمَا سِوَايَ ذَلِكَ۔

ترجمہ: روایت ہے کلب بن شہاب تابعی سے، کہا دیکھا میں نے علی بن ابی
طالب کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ تکبیر اولیٰ میں فرض نماز سے اور نہیں اٹھاتے تھے
سوائے اس کے۔

اور امام طحاوی نے اثر ہذا کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

فَإِنَّ أَبَا بَكْرَةَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ ثَنَا
أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كَلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ
أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ
تَكْبِيرَةٍ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ بَعْدَ۔

ترجمہ: تحقیق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی اول تکبیر میں دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ پھر
اس کے بعد نہیں اٹھاتے تھے۔

”خرج زیلعی“ میں لکھا ہے کہ یہ اثر صحیح ہے اور دارقطنی نے بھی اس اثر کی موقوفہ
تصویب کی ہے، البتہ مرفوع ہونے میں کلام کی ہے۔

ان دونوں اسنادوں پر رافضیوں کی جانب سے اگر یہ شبہ واقع ہو کہ دونوں کا مدار عاصم پر
ہے اور وہ متکلم فیہ ہے تو جواب اس کا مفصلاً گزر چکا کہ عاصم بن کلب بن شہاب اور سنن
اربعة سے ہیں۔ امام بخاری نے بھی تعلیقاً ان سے اخذ کیا ہے۔

تنبیہ: امام محمد کا روایت کرنا جو مجتہدین اربعہ کے قریب قریب درجہ میں شمار کیے جاتے ہیں
اور امام مالک کے علم حدیث میں شاگرد، امام شافعی کے استاد، امام احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ
ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب مصنفی میں شاگردان امام مالک کی نسبت فرماتے ہیں:

و از مجتہدین شافعی و محمد بن الحسن بلا واسطہ
و احمد عن عبدالرحمن بن مہدی و جماعات عنہ و

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ابویوسف عن رجل عنه (فوائد الیہ میں ہے و طلب الحديث و سمع عن مسعرو مالک والاوزاعی و الشوری) شرح موطا میں فاضل لکھنوی نے امام شافعی کا شاگرد ہونا اور امام محمد سے علوم پڑھنا بحوالہ کتب شافعیہ مثلاً ”تہذیب الاسماء نووی“ و لسان المیزان ابن حجر“ وغیرہ سے ثابت کر کے اس کی تکذیب کر دی ہے جو ”منہاج السنہ“ میں علامہ ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہے اور جس کو حضرات غیر مقلدین شائع کرتے ہیں۔ غرض ایسے امام کا ایسی حدیث کو روایت کرنا اس کے قوی ہونے پر دلالت کرتا ہے، اگرچہ بعض راوی اس کے بعض آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہوں مگر اس سے فی الواقع ضعیف ہونا ان کا لازم نہیں آتا۔ مثلاً امام مسلم کے ۶۲۵ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام بخاری نے معتمد خیال نہیں کیا۔ ان مشائخ کے واسطے سے جس قدر احادیث امام مسلم نے روایت کیں امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہیں اور امام بخاری کے ۴۳۴ مشائخ ایسے ہیں جن کو امام مسلم نے معتبر نہیں سمجھا اور ان سے جو روایت امام نے لیں، امام مسلم کے نزدیک لائق حجت نہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مقدمہ صحیح مسلم میں وجہ اختلاف فقہائین محدثین علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے اس طرح نقل فرماتے ہیں:

و شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ گفتہ ازین جہت است کہ مسلم اخراج احادیث کرد از ششصد و بست و پنج (۶۲۵) کس از شیوخ کہ احتجاج نہ کرد باحادیث ایشان امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ برآورد احادیث چار صدوسی و چار (۴۳۴) تن از مشائخ کہ اعتبار نہ کرد احادیث ایشان را امام مسلم، شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرمود کہ ہمیں سبب یعنی اطلاع بعضے بر احوال رواہ و عدم اطلاع بعضے غالبتر است در

وقوع اختلاف از صحت احادیث چنانچه باشد در راویان حدیث نہ آنکہ اختلاف باشد در تحقیق شروط در و مانند ابو الزبیر مکی یا سہل بن ابی الصلاح یا علاء بن عبدالرحمن یا حماد بن سلمہ کہ مسلم ایشان را وثوق کردہ برخلاف بخاری (ازیں وجہ دریں قسم حدیث گفتہ میشود کہ ہذا صحیح علی شرط مسلم و ایس بصحیح علی شرط البخاری و ہمیں است حال بخاری در اخراج حدیث از عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما و اسحاق بن محمد فروی بفتح فاوسکون را و عمر بن مرزوق و غیر ایشان بخلاف مسلم کہ اخراج حدیث ایشان نہ کردہ انتہی فافہم۔

اس جگہ یہ شبہ واقع ہوتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً رکوع و جود رفع یدین کرنا جو مروی ہے وہ اس کے معارض ہے (جواب اس شبہ کا حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دیا ہے کہ اگر وہ حدیث مرفوع صحیح ہو تو پھر حضرت علی کا باوجود روایت کرنے کے ترک رفع کرنا ان کے نزدیک نسخ ہو جانے کی دلیل ہے۔ عبارت بلفظہ یہ ہے:

فَإِنَّ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ سَلَّمَ كَارِفَ یدین رَضَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
یَرْفَعُ ثُمَّ یَتْرُکُ ھُوَ التَّرْفَعُ لَا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَہُ نَسْخُ
التَّرْفَعِ۔

اور روایت کیا اس اثر علی کرم اللہ وجہہ کو امام بخاری نے اپنے رسالہ ”رفع یدین“ میں اور اسناد پر کوئی جرح نہیں کی مگر باعتبار قاعدہ معارضہ نفی و اثبات، اثبات کو ترجیح دی ہے اور اس کی تحقیق آگے آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اثر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی فرماتے ہیں

وَقَدْ رَوَى مِثْلَ ذَلِكَ أَيضًا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ كَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ وَقَالَ ثَنَا الْحَمَانِيُّ
قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ
عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْجُبَرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرِهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ رَأَيْتُ
إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيَّ يَفْعَلَانِ ذَلِكَ

ترجمہ ”روایت ہے اسود سے‘ کہا دیکھائیں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو اٹھاتے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں‘ پھر نہ اٹھاتے‘ کہا راوی نے دیکھائیں نے
ابراہیم اور شعبی کو کہ وہ بھی ایسا کرتے تھے (یعنی تکبیر اولی کے سوائے ہاتھ نہ اٹھاتے
تھے اور تائید کردی اس اسناد طحاوی کی روایت ابن ابی شیبہ نے‘ الفاظ اس کے یہ
ہیں“

ثَنَا ابْنُ أَدَمَ عَنِ يَحْيَى بْنِ عِيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْجُبَرِ
عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ، مَنْ صَلَّوْا بِهِ إِلَّا حِينَ
افْتَتَحَ الصَّلَاةَ

ترجمہ ”کہا اسود نے تمام نماز پڑھی میں نے ساتھ‘ عمر بن الخطاب کے‘ پس نہ
اٹھائے انہوں نے دونوں ہاتھ کسی موقع نماز میں‘ مگر اس وقت جبکہ شروع کیا نماز کو
اور دار قطنی میں بھی اس اثر کو روایت کیا ہے‘ اثر ہذا کی صحت اسناد کا دارودار حسن
بن عیاش پر ہے‘ اور حسن بن عیاش رجال مسلم و ترمذی سے ہیں)
تقریب میں ہے:

الْحَسَنُ بْنُ عِيَّاشٍ بِتَحْتَانِيَّةٍ ثُمَّ مُعَجَّجَةُ ابْنِ سَالِمٍ
الْأَسَدِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْكُوفِيُّ أَخُو أَبُو بَكْرٍ الْمُفَرِّجِ
صَدُوقٍ مِنَ الثَّانِيَةِ

اور امام طحاوی اسی موقع پر فرماتے ہیں

وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ لِأَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عِيَّاشٍ وَإِنْ كَانَ
هَذَا الْحَدِيثُ إِنَّمَا دَارَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَقَعُ حُجَّةٌ قَدْ ذَكَرَ
ذَلِكَ يُحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ

اس کے بعد فرماتے ہیں

أَفْتَرَى عُمَرَ الْخَطَّابَ خَفِيَ عَلَيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
وَعَلِمَ ذَلِكَ مَنْ دُونَهُ وَمَنْ هُوَ مَعَهُ يَرَاهُ يَفْعَلُ غَيْرُ
مَا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ثُمَّ لَا
يَنْكُرُ ذَلِكَ عَلَيْهِ هَذَا عِنْدَنَا مَحَالٌّ وَفَعَلَ عُمَرُ هَذَا
وَتَرَكَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَاهُ
عَلَى ذَلِكَ دَلِيلٌ صَحِيحٌ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ الْحَقُّ الَّذِي لَا
يَنْبَغِي لِأَحَدٍ خِلَافَهُ

ترجمہ ”کیا تو دیکھتا ہے (اے مخاطب) اس امر کو کہ پوشیدہ رہے عمر بن الخطاب پر
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا رکوع اور سجدہ میں اور دوسروں
کو معلوم ہو جائے اور جبکہ حضرت عمر کے ہمراہی (یعنی صحابہ) حضرت عمر کو ایسا
کرتے دیکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا، پھر منع نہ کریں،
یہ امر ہمارے نزدیک محال ہے، غرض حضرت عمر کا رفع یدین نہ کرنا اور صحابہ کا اس پر
انکار نہ کرنا صحیح دلیل اس امر کی ہے کہ یہ (یعنی رکوع و سجود میں رفع یدین نہ کرنا)
حق ہے، کسی کو اس کے خلاف کرنا مناسب نہیں

اثر حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دار قطنی میں اس طرح روایت کیا ہے:

ثَنَا أَبُو عُمَانَ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَحْمَدَ الْخَبَّاطِ وَ
عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عِيسَى بْنِ أَبِي حَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ
بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ نَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُمَا فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمَا إِلَّا عِنْدَ تَكْبِيرَةِ الْأَوَّلَى
وَالثَّانِيَةِ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ

ترجمہ: ”روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نماز پڑھنے
میں نے ساتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
ساتھ، پس نہیں ہاتھ اٹھائے ان دونوں نے مروت تکبیر اولیٰ کے شروع نماز میں
(اس روایت دار قطنی کے اسناد میں محمد بن جابر واقع ہے جس کو ضعیف کیا بعض علماء
نے، اور جن بعض نے ان کی حدیث کو بے دلیل موضوع کہہ دیا یہ حکم بحث ہے،
محمد بن جابر وضاعین سے نہیں (توثیق کی ان کی اسحاق بن اسرائیل نے اور روایت
کی ان سے شعبہ، ثوری، ابن عیینہ وغیرہم نے، اور یہ محمد بن جابر روات ابو
داؤد، ابن ماجہ سے ہیں اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ہذا کو ابن عدی نے بھی لیا
ہے، چنانچہ ”فتح القدیر“ میں ہے۔

وَأَخْرَجَ الدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ
عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سَلَمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ
إِلَّا عِنْدَ اسْتِفْتِاحِ الصَّلَاةِ وَاعْتَرَفَ الدَّارُقُطْنِيُّ

تَصَوِّبَ إِرْسَالِ إِبْرَاهِيمَ إِتَاهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ
وَتَضَعِيفَ ابْنَ جَابِرٍ وَقَوْلَ الْحَاكِمِ فِيهِ (أَحْسَنُ مَا قِيلَ
فِيهِ إِنَّهُ يَسْرِقُ الْحَدِيثَ مِنْ كُلِّ مَنْ يُذَاكِرُهُ) مَمْنُوعٌ
قَالَ الشَّيْخُ فِي الْإِمَامِ أَلْعَلِمُ بِهَذِهِ الْكَلِمَةِ مُتَعَذِّرُو
أَحْسَنَ مِنْ ذَلِكَ قَوْلَ ابْنِ عَدِيَّ كَانَ إِسْحَاقُ بْنُ
إِسْرَائِيلَ يُفْضِلُ مُحَمَّدَ بْنَ جَابِرٍ عَلَى جَمَاعَةٍ هُمْ أَفْضَلُ
مِنْهُ وَأَوْثَقُ وَقَدَرُوا عَنْهُ مِنَ الْكِبَارِ أَيُّوبُ وَابْنُ عَوْنٍ
وَهِشَامُ ابْنُ غَسَّانَ وَالْقُورِيُّ وَشُعْبَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ
وَعَسْرُهُمْ وَلَوْ لَا أَنَّهُ فِي الْمَحَلِّ الرَّفِيعِ لَمْ يَرَوْا عَنْهُ هَذَا
اور خرخر زہلی میں ہے۔

أَخْرَجَهُ الدَّارُقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِمَا وَابْنُ
عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي
سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
صَلَّيْتُ

حاصل کلام یہ ہے کہ محمد بن جابر کو جس نے ضعیف بتلایا، یہ مسلم نہیں ہے بلکہ یہ ثقہ
ہیں، اور اگر اس تضعیف بعض کو تسلیم بھی کیا جائے تو جو احادیث پہلے صحیح ہو چکیں، شاید (گواہ)
س کے ہیں اور اسی طرح طریق اسناد اثر حضرت عمر اس کا شاہد ہے، کما مر۔

اثر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی اس طرح روایت کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ
أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ
لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ

الصَّلَاةُ

ترجمہ ”روایت ہے ابراہیم سے کہ عبد اللہ بن مسعود نہیں اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کسی جگہ نماز میں سوائے افتتاح کے (یعنی تکبیر تحریمہ کے) اور امام محمد نے اثر ہذا کو بواسطہ امام ثور روایت کیا ہے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ
الصَّلَاةَ

اس اثر کی اسناد میں یہ کلام ہے کہ یہ متصل نہیں یعنی ابراہیم نخعی نے بلا واسطہ عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سنا جیسا کہ اسناد میں ہے۔ جواب اس کا امام طحاوی نے یہ دیا ہے کہ ابراہیم نخعی کسی اسناد کو عبد اللہ بن مسعود سے مرسل نہیں کرتے تھے، مگر عبد اللہ بن مسعود سے اس روایت کے متواتر ہونے کے بعد سے، چنانچہ ایک مرتبہ ائمش نے ابراہیم سے کہا، جب تم میری حدیث بیان کرو، اس کی پوری اسناد ذکر کرو، ابراہیم نے جواب دیا جب میں تیرے سے کہوں کہ عبد اللہ نے ایسا کہا اس وقت کہوں گا جب ایک جماعت نے عبد اللہ سے میرے سامنے روایت کی ہوگی اور جب میں یہ کہوں گا کہ فلاں شخص نے عبد اللہ سے روایت کی، تب میں نے خاص اسی شخص سے سنا ہوگا، عبارت بلفظ امام کی یہ ہے۔

فَإِنْ قَالُوا مَا ذَكَرْتُمُوهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ غَيْرُ
مُتَّصِلٍ قِيلَ لَهُمْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ إِذَا أَرْسَلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ لَمْ
يُرْسِلْهُ إِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهِ عِنْدَهُ وَتَوَاتُرِ الرِّوَايَةِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَدْ قَالَ لَهُ الْأَعْمَشُ إِذَا حَدَّثْتَنِيهِ فَاسْتَدَقَّ فَقَالَ إِذَا
قُلْتُ لَكَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَمْ أَقُلْ ذَاكَ حَتَّى حَدَّثْتَنِيهِ
جَمَاعَةً عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَإِذَا قُلْتُ حَدَّثْتَنِي فَلَاَنَّ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ فَهُوَ الَّذِي حَدَّثْتَنِي حَدَّثْنَا بِذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ
مَرْزُوقٍ قَالَ حَدَّثْنَا وَهْبٌ وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ شَكَّ أَبُو جَعْفَرٍ

عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِذَلِكَ.

اب چند آثار وہ ذکر کئے جاتے ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ میں جلیل القدر صحابہ و تابعین سے روایت کی گئی ہیں، اگرچہ بعض ان کی سابق بھی نقل ہو چکی ہیں مگر چونکہ ترجمہ سب کا ایک ہی ہے اور پہلے متعدد مقامات پر لکھا گیا ہے اس واسطے اب جدا جدا ترجمہ کرنا لا حاصل سمجھ کر عبارت بلند نقل کی جاتی ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرَةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا ۝ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُطَابٍ النَّهْشَلِيِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ثُمَّ لَا يَعُودُ ۝ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا حَصِينٌ وَمُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا كَبَّرْتَ فِي فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ فَارْفَعْ يَدَيْكَ ثُمَّ لَا تَرْفَعُهُمَا فِيمَا بَقِيَ ۝ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ قَالَ وَكِيعٌ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ ۝ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ وَمُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا تَرْفَعُ يَدَيْكَ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا فِي الْإِفْتِتَاحِ الْأَوَّلِيِّ ۝ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنِ الْحُجَّاجِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ حُثَيْمَةَ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِلَّا فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ ۝ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ كَانَ قَيْسٌ يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا ۝ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُهَيْبَانَ عَنْ مُسْلِمِ الْجُهَنِيِّ قَالَ كَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ

شَيْئِي إِذَا كَبَّرَ ۝ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مَجَاهِدٍ
قَالَ مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ ۝
حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ
أَتَاهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِذَا فَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُودَانِ ۝
حَدَّثَنَا ابْنُ أَدَمَ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
الْجُبَرِ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ
صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْئٍ مِنَ الصَّلَاةِ إِلَّا
حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ وَرَأَيْتُ الشَّعْبِيَّ
وَإِبْرَاهِيمَ وَآبَا إِسْحَاقَ لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا حِينَ
يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ -

یہ گیارہ اثر ہیں منمذہ گیارہ کے تین اثر صحابی۔ عمر، ابن عمر، علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کے اور آٹھ اثر تابعین کے ہیں، اسناد ہر ایک کی قوی ہے انصاف والے کے لئے ثبوت مدعا
اعنی رفع یدین رکوع و سجود کے وقت نہ کرنے میں یہی کافی ہیں۔ اب وہ شبہات ذکر کئے جاتے
ہیں جو آجکل زبان عوام اور موجب سوء ظنی نسبت علماء کرام ہیں۔

شبہ اول: یہ کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے چونکہ احادیث رفع مثبت اور احادیث عدم رفع
ثانی ہیں اس واسطے احادیث رفع راجح اور احادیث عدم رفع مرجوح ہیں۔

جواب: اس کا یہ ہے کہ اثبات نفی پر وہاں مقدم ہوتا ہے کہ علم راوی نفی کو محیط نہ ہو اور
اگر علم راوی نفی کو محیط ہو تو اس وقت اثبات و نفی دونوں برابر ہیں اور اس جگہ ایسا ہی ہے کہ
عدم رفع بھی مثل رفع کے شاہد و معلوم ہے لہذا علم ابن مسعود اس عدم رفع کو محیط ہے اور وہ
سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ عالی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم میں حاضر ہونے والوں، پانچوں نمازوں میں اقتدا کرنے والوں میں سے ہیں کما مر۔ علامہ محمد
ہاشم اپنے رسالے میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

الْثَّانِي، إِنَّ الْإِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ قُلْنَا نَعَمْ لَكِنْ

إِنَّمَا ذَٰلِكَ إِذَا لَمْ يَكُنِ النَّفْيُ مِمَّا يُحِيطُ بِهِ عِلْمُ الرَّاوي
فَإِنْ كَانَ يُحِيطُ بِهِ كَمَا فِيْمَا نَحْنُ فِيهِ فَلَا بُدَّ
وَالنَّفْيُ سَوَاءٌ وَلَا شَكَّ أَنَّ بَنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ كَانَ مِنَ السَّابِقِينَ إِلَى الْإِسْلَامِ مُلَازِمًا لِّلصُّحْبَةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَا يَكَادُ يُفَارِقُهُ إِلَّا
نَادِرًا حَتَّى كَانَ يَظُنُّ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْتَدِي بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَكَيْفَ لَا يُحِيطُ عِلْمُهُ بِهَذَا النَّفْيِ

دوسرا جواب: یہ ہے کہ عدم رفع یدین (عبارت سکون سے ہے) اور رفع یدین مراد عدم سکون سے ہے، لہذا فی الواقع عدم رفع یدین وجودی اور رفع یدین عدی ہے، اگر لفظ عدی سے سکون فی الصلوۃ کو تعبیر کر دیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الواقع بھی عدی ہو جائے، دلیل ہماری اس دعویٰ کی نص شارح علیہ الصلوۃ والسلام ہے عدم رفع یدین کی نسبت (خواہ عدم رفع یدین وقت سلام مراد ہو یا عام ہو) یہ ارشاد فرمایا اسکنوا فی الصلوۃ جس سے وجودی ہونا عدم رفع کا ثابت ہو گیا، اب اس کے مقابل یعنی رفع یدین کا اسی نص سے عدی ہونا یعنی عدم سکون کلاما ثابت ہوا۔ فَاَنْقَلَبَ الْمُدَّعَى وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلٰی هٰذَا

ف دوسرا شبہ: یہ کرتے ہیں کہ احادیث عبد اللہ بن مسعود وغیرہ جن سے عدم رفع یدین ثابت ہوتا ہے احادیث رفع یدین کے معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ احادیث اول الذکر سنن میں ہیں اور احادیث رفع یدین صحیحین میں اور امر متفق علیہ ہے کہ احادیث صحیحین احتجاج میں احادیث سنن وغیرہ پر مقدم سمجھی جاتی ہیں۔

جواب: اس شبہ کا علامہ محمد ہاشم سندنی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اگرچہ کوئی حدیث عدم رفع کی صحیحین میں نہیں مگر جب سند بعض کے موافق شرط صحیحین کے ہے یعنی جو روایات صحیحین کے ہیں، وہی اس حدیث کی سند میں واقع ہیں تو پھر زیادہ صحیح کہنا حدیث صحیحین کو حدیث مذکور

سے دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ایسا ہی کہا ہے امام ابن ہمام نے تحریر الاصول میں اور صاحب التیسرے شرح تحریر میں۔ عبارت ملفد علامہ موصوف کی یہ ہے۔

قُلْنَا أَحَادِيثُ النَّفْيِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فِيهِمَا إِلَّا أَنَّ بَعْضَهَا
ثَابِتٌ عَلَى شَرْطِهِمَا وَقَدْ قَالَ ابْنُ الْهَمَامِ فِي تَحْرِيرِ
الْأُصُولِ إِنَّ الْقَوْلَ يَكُونُ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ رَاجِحًا
عَلَى مَا رَوَى بِرِجَالِهِمَا فِي غَيْرِهِمَا أَيْ فِي غَيْرِ
الصَّحِيحَيْنِ إِذَا تَحَقَّقَ فِيهِ شَرْطُهُمَا أَيْ الصَّحِيحَيْنِ
بَعْدَ ثِقَةٍ إِمَامِيَةٍ وَصِحَّةِ الْمَخْرَجِ تَحَكُّمٌ انْتَهَى وَقَالَ
صَاحِبُ التَّيْسِيرِ شَرَحَ التَّحْرِيرِ وَهُوَ أَيْ التَّحَكُّمُ أَمْرٌ
ظَاهِرٌ انْتَهَى

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں لایا میں اس کتاب یعنی (صحیح بخاری) مگر حدیث صحیح اور بہت سی احادیث صحیحہ میں نے چھوڑ دیں اور اسی کے قریب امام مسلم نے فرمایا ہے چنانچہ محدث دہلوی مقدمہ مشکوٰۃ میں نقل فرماتے ہیں

الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ لَمْ تَخْصَرْ فِي صَحِيحِي
الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لَمْ يَسْتَوْعِبَا الصَّحَاحَ كُلَّهَا بَلْ
هَمَّا مُنْهَضِرَانِ فِي الصَّحَاحِ وَالصَّحَاحُ الَّتِي عِنْدَهُمَا
وَعَلَى شَرْطِهِمَا أَيْضًا لَمْ يُورِدَاهُمَا فِي كِتَابَيْهِمَا
فَضْلًا عَمَّا عِدَّ غَيْرَهُمَا قَالَ الْبُخَارِيُّ مَا أَوْرَدْتُ فِي
كِتَابِي هَذَا إِلَّا مَا صَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيرًا مِنَ الصَّحَاحِ
وَقَالَ مُسْلِمٌ الَّذِي أَوْرَدْتُ فِي هَذَا الْكِتَابِ مِنَ
الْأَحَادِيثِ صَحِيحٌ وَلَا أَقُولُ إِنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيفٌ انْتَهَى

غرض اہل امام بخاری اور امام مسلم نے علاوہ احادیث مندرجہ صحیحین کے دیگر احادیث صحاح کا اقرار کر لیا تو پھر در صورت ”جید ہونے اسناد کے“ انکار صحت کرنے کی اور بے دلیل

علم مروجیت لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ امر متفق علیہ ہی مانا جائے کہ اجازت صحیحین بہ نسبت احادیث سنن اربعہ وغیرہ کے ہر ایک موقع پر راجح ہیں تب بھی اس سے ان احادیث پر ترجیح ثابت نہیں ہوتی جن کو امام اعظم اور صاحبین یا امام مالک نے صحیح اور قوی سمجھ کر عمل کیا ہے کیونکہ ان مجتہدین کے اساتذہ اور مشائخ تابعین تھے، مابین ان بزرگان اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جس قدر وسائط ہیں وہ سب تابعین ہیں۔ غرض ایہ حضرات خیر القرون میں داخل ہیں جن کی عدالت کی شہادت شارع علیہ السلام نے فرمادی ہے اور بزرگان دین مصنفین صحاح ستہ خیر القرون کے بعد ہیں ہذا من ذالک۔

امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

إِنَّا نَعْلَمُ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ وَاتِّبَاعَهُ عَارِضُوا الْأَحَادِيثَ عَلَى الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَتَتَبَعُوا وَتَحَفُظُوا مِنْهُمْ فَمَا اعْتَمَدُوهُ وَاسْتَدَوْهُ بِاعْتِبَارِ الرِّوَايَاتِ وَالْأَسْنَادِ فَمَقْبُولٌ وَمَضْبُوطٌ لِقُرْبِهِمْ زَمَانَ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ بِخِلَافِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لِأَنَّهُمَا بَعْدَ الْقُرُونِ الثَّلَاثِ وَصَارَ النَّاسُ بَعْدَهَا مُخْتَلِفَةً الْأَحْوَالِ وَظَهَرَ كَثِيرًا فِيهِمَا أَثَارُ الْفِسْقِ وَالْكَذِبِ فَعَلَى مَنْ اعْتَمَدَ أَبُو حَنِيفَةَ وَصَاحِبَاهُ وَتَمَسَّكُوا بِهَا أَخَذُوا الْحَدِيثَ مِنْهُمْ۔

حاصل کلام یہ ہے جن بعض روایات کو بزرگان صحاح ستہ نے کئی واسطوں سے سن کر ضعیف کہا یا قوی بتلایا ان بعض کو بوجہ معاصر ہونے کے ائمہ مجتہدین نے بلا واسطہ دیکھا اور حال معلوم کیا، اگر ثقہ سمجھا روایت کو لیا اور نہ ترک کیا۔

فَشَتَّانِ مَنْ رَأَى رَأَى الْعَيْنِ وَبَيَّنَّ مَنْ سَمِعَ بِوَاسِطَةٍ أَوْ بِوَاسِطَتَيْنِ۔

تیسرا شبہ: رافضی کی طرف سے یہ ہے کہ احادیث اثبات رفع کثیر ہیں احادیث عدم رفع سے لہذا وہ راجح اور یہ قلیل مرجوح ہیں۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ صرف کثرت سے محققین کے نزدیک ترجیح ثابت نہیں ہوتی جبکہ دوسری جانب دیگر احادیث معارض موجود ہوں اگرچہ وہ کم ہوں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو گواہ موجود کئے اور اس کے مقابل نے دس گواہ پیش کر دیئے تو یہ دس گواہ والا شخص محققین کے نزدیک بغیر کسی اور قرینہ کے غالب نہیں ہو جائے گا یا کسی حکم میں ایک آیت موجود ہے اور اس کے معارض دو آیتیں وارد ہیں تو ان دو آیتوں سے اس ایک آیت پر ترجیح نہیں ہوگی جب تک کہ حال تقدیم و تاخیر کی تحقیق نہ ہو۔

قَالَ الْعَلَامَةُ السُّنْدِيُّ فِي كَشْفِ الرَّيْبِ ثُمَّ أَنَّهُ رَجَحَ
الشَّافِعِيَّةُ الْقَائِلُونَ بِالرَّفْعِ أَحَادِيثُ إِبْنَاتِ الرَّفْعِ
بِوُجُوهِ الْأَوَّلِ أَنَّ أَحَادِيثَ إِبْنَاتِ الرَّفْعِ أَكْثَرُ مِنْ
أَحَادِيثِ نَفْيِ الرَّفْعِ وَلَا عِبْرَةَ بِالْقَلِيلِ فِي جَنْبِ الْكَثِيرِ
قُلْنَا لَيْسَ كَذَلِكَ بَلْ لَا يُرْجَحُ بِالْكَثَرَةِ عِنْدَ الْحَنِفِيَّةِ
وَلِهَذَا قَالُوا لَا يُرْجَحُ بِكَثَرَةِ الشُّهُودِ فَلَوْ أَقَامَ مُدَّعٍ
وَاحِدٌ شَاهِدَيْنِ وَآخَرُ عَشَرَ شُهُودًا فَصَاعِدًا فَكِلَا هُمَا
سَوَاءٌ كَذَا الْحُكْمُ الْوَارِدُ فِي الْآيَةِ وَالْأَيْتَيْنِ وَالْخَبَرِ
الْمُرَوِيِّ عَنْ نَبِيِّ وَاحِدٍ نَبِيَّيْنِ وَعَنْ هَذَا قَالَ ابْنُ الْهَمَامِ
فِي تَحْرِيرِ الْأُصُولِ أَنَّهُ بَطَلَ التَّرْجِيحَ لِأَحَدِ الْحُكَمَاءِ
الْمُتَعَارَضِينَ بِكَثَرَةِ الْأَدِلَّةِ انْتَهَى

چوتھا شبہ: رافضی کی جانب سے یہ ہے کہ احادیث رفع یدین پر اکثر ائمہ مجتہدین نے عمل کیا ہے جس سے ترجیح ان احادیث کی ظاہر ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت کے چار امام ہیں، منہد ان چاروں کے امام اعظم اور امام مالک (موافق مشہور روایت) احادیث عدم رفع یدین کے عامل ہیں، امام شافعی اور امام

احمد بن حنبل احادیث رفع یدین کے عامل ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ص ۱۶۸)
قَالَ الْأَمَامُ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ
وَأَصْحَابُهُ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لَا يَسْتَحِبُّ فِي غَيْرِ
تَكْبِيرَةِ الْأَحْرَامِ وَهُوَ أَشْهُرُ الرِّوَايَاتِ عَنْ مَالِكٍ
پانچواں شبہ: راغبین کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث
رفع یدین کو طرق متعددہ سے ثابت کیا اور ایک جداگانہ رسالہ میں جمع کیا اور احادیث عدم رفع
پر جرح فرما کر ان کو ضعیف بتلایا جب ایسے امام الائمہ فن حدیث رفع یدین کو ترجیح دیں پھر اس
کے راجح اور عدم رفع یدین کے مرجوح ہونے میں کیا شک باقی رہا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ امام مودوح نے اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ ان کو ثابت ہوا تھا لکھا
مگر امام موصوف سے کئی واسطہ پہلے ابراہیم بن قیس، اسود نخعی، تابعی، جو سب محدثین صحاح ستہ
وغیرہم کے نزدیک حفظ و اتقان اور ثقاہت و عدالت میں ”مسلم الثبوت“ امام ہیں، وہ اسی طرح
اپنی تحقیق کے موافق جو ان کو صحابہ اور اجلہ تابعین سے پہنچی عدم رفع کو ترجیح دیتے ہیں، چنانچہ
موطا امام محمد میں اثر ابراہیم نخعی اس طرح پر ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا
حَصِينُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ مَرْثَةَ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ عُمَرُ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ
وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَاهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ
وَإِذَا رَفَعَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ مَا أُرَى لَعَلَّهُ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصَلِّي إِلَّا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هَذَا مِنْهُ
وَلَمْ يَحْفَظِ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَصْحَابُهُ مَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَحَدٍ
مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ
يَكْبَرُونَ۔

ترجمہ: ”روایت ہے حصین بن عبد الرحمن سے کہا، داخل ہوا میں عمر بن مرہ کے ہمراہ ابراہیم نخعی کے پاس، کہا عمر نے، بیان کیا میرے سے علقمہ بن وائل حضری نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، پس دیکھا حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین فرماتے ہوئے وقت تکبیر تحریمہ اور وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے۔

ابراہیم نے کہا، میں حیران ہوں شاید وائل نے نہیں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے مگر اس دن، پس اس کو یاد رکھا اور نہ یاد رکھا ہوا بن مسعود اور ان کے اصحاب نے (کہا ابراہیم نے) نہیں سنا میں نے رفع یدین کو کسی سے، سوائے اس کے نہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے (یعنی صحابہ شروع نماز تکبیر اولیٰ کے وقت) ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَلَا أَصْحَابَهُ أَى وَلَا سَائِرَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَمِعْتُهُ أَى هَذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانُوا أَى الصَّحَابَةَ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يَكْبِتُونَ أَى التَّحْرِيمَةَ فَقَطْ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْإِجْمَاعِ انْتَهَى۔

اور! نہیں الفاظ کے قریب روایت کیا اس اثر ابراہیم نخعی کو امام طحاوی و دارقطنی وغیرہ نے، اسناد اس کی صحیح ہے، کوئی راوی مجروح نہیں ہے، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اثر کو اپنے رسالہ رفع الیدین میں نقل فرما کر کوئی جرح اسناد پر نہیں کی، البتہ یہ فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کا وائل کی حدیث پر یہ کہنا (کہ شاید حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رفع یدین کیا ہو گا جس کو وائل نے دیکھا) ابراہیم کا گمان ہے، عبارت بلفظ امام کے رسالہ کی یہ ہے۔

وَقَالَ وَكَيْفَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ ذَكَرَ لَهُ

حَدِيثُ وَائِلُ بْنُ حَجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا سَجَدَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَعَلَّهُ كَانَ فَعَلَهُ مَرَّةً وَهَذَا ظَنُّ مَنَّهُ
اور ایسا ہی ابو بکر بن عیاش سے امام طحاوی نے نقل کیا، وہ کہتے ہیں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہوں سوائے تکبیر اولیٰ کے، عبارت بلفظ یہ ہے۔

وَلَقَدْ حَدَّثَنِي بَنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عِيَّاشٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ فَقِيهًا قَطُّ يَفْعَلُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرِهِ الْأُولَى
اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ امام بخاری حمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ رفع الیدین میں اپنے مقابل کا ”خت الفاظ مثلاً بدعتی وغیرہ سے“ نام لیا ہے اگر کچھ رفع یدین کا ثبوت امام کے نزدیک ہوتا تو ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرتے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امام اس رسالہ میں تارکین رفع یدین کو ہرگز بدعتی نہیں فرماتے کیونکہ خود ثوری اور وکیع اور ابراہیم نفعی وغیرہم کو تارکین رفع یدین لکھتے ہیں اور یہ سب امام کے مقبولین مشائخین سے ہیں صحابہ اور تابعین کا یہ مشرب ہونا امام ترمذی نے لکھا ہے، لہذا امام ممدوح کس طرح تارکین رفع کو بدعتی کہہ سکتے ہیں۔

البتہ ابدعتی اس کو کہتے ہیں (جو منکر رفع یدین ہو یعنی کہتا ہو) کہ رفع یدین کا ثبوت ہی حضرت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں اور یہ رفع بدعت منکرہ ہے اور جو شخص بعد تسلیم ثبوت رفع احيانا وعدم رفع احيانا پھر رفع یدین کو محتمل النسخ باقتداء فعل وقول صحابہ جانے اور عدم رفع پر بوجہ دیگر احادیث کے راجح جان کر عمل کرے وہ ہرگز ہرگز امام کے نزدیک بدعتی نہیں ورنہ امام کے بہت مشائخ ان کے ہی اقرار سے بدعتی کہلائیں گے، جس سے نہ صرف بخاری بلکہ تمام احادیث کتب صحاح پر سخت جرح واقع ہوگی۔ امام کے رسالہ کا شروع اس طرح پر ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

الْبُخَارِيُّ الرَّدَّ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ رَفَعَ الْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ
عِنْدَ الرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ -

اگر امام کو تارکین رفع یدین پر طعن فرماتا ہو تا تو اس طرح فرماتے

الرَّدَّ عَلَى مَنْ لَا يَرْفَعُ الْأَيْدِي فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ
الرُّكُوعِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

اور پھر لکھتے لکھتے آخر کار صفحہ ۱۲ سالہ ہذا میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو رفع یدین کو بدعت
کے، اس نے صحابہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر طعن کیا، کامر غیر مقلدین زمانے نے کم
استعدادی سے منکرین رفع اور تارکین رفع کے ایک معنی سمجھ کر جملہ مقلدین حنفیہ و مالکیہ
کے ساتھ جو کہ اہل السنہ والجماعہ میں دو ٹکٹ سے زیادہ ہیں۔ بد ظنی پیدا کر لی۔

هَذَا هُمُ اللَّهُ تَعَالَى وَيَفْتَحُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُم بِالْحَقِّ

علاوہ ازیں، بعض علماء سلف کا قاعدہ ہے کہ جو امر شرعاً ان کے نزدیک محقق ہو جائے اس
میں مقابل کو بوجہ حرارت دینی خود سخت الفاظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا
کہ وہ مقابل فی الواقع اس کے مصداق ہوں گے بشرطیکہ ثقاہت وعدالت ان گروہ مقابل کی
(ائمہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتیمتہ میں) مسلم الثبوت ہو۔ مثلاً امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں
بحث حدیث عنعنہ پر امام بخاری وابن الدینی کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں۔

وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَخَلِي الْحَدِيثِ مِنْ أَهْلِ عَصْرِنَا
فِي تَصْحِيحِ الْأَسَانِيدِ وَسَقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ أَضْرَبْنَا عَنْ
حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فُسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَأْيَا مَتِينًا وَمَذْهَبًا
صَحِيحًا إِذَا الْأَعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمَطْرُوحِ أُخْرَى
لَا مَانَتِهِ وَإِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَاجْدَرَانِ لَا يَكُونُ تَنْبِيْهَا
لِلْجَهَالِ عَلَيْهِ إِلَى آخِرِ الْعِبَارَةِ

ترجمہ ”اور تحقیق کلام کی ہمارے زمانہ کے بعض منتخلی الحدیث (یعنی جو حدیث
نہیں جانتے اور محدث کہلاتے ہیں) نے اسانید کی صحت اور سقم میں ایسی کلام کہ

اگر ہم اس کی حکایت اور فساد سے اعراض کریں یعنی ذکر نہ کریں تو عمدہ رائے اور مذہب صحیح ہو اس واسطے کہ ایسے قول متروک سے اعراض کرنا ہی لائق ہوتا ہے تاکہ ایسے قائل کا ذکر مشہور نہ ہو اور جمال سے پوشیدہ ہی رہے۔ اس کے بعد امام نے دلائل کے ساتھ تردید کرنی شروع کی ہے فانعم وتدبر

اب ہم یہاں سے وجوہات ترجیح عمل ہر احادیث عدم رفع یدین بیان کرتے ہیں۔ وجہ اول یہ کہ عمدہ ترین احادیث رفع یدین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور عمدہ ترین احادیث عدم رفع یدین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے اور یہ دونوں متعارض ہیں مگر بعد نظر ”دقیق“ اول حدیث کا مروج ہونا اور حدیث ثانی کا راجح ہونا ظاہر ہے اولاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود نے بڑے اہتمام سے قوم کے سامنے یہ حدیث سنائی یعنی پہلے جتلا دیا کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز دکھلاتا ہوں اور پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے معمولی طور پر روایت فرمائی۔ طریق ہذا اور سابق میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

ثانیاً اس واسطے کہ راوی حدیث یعنی عبداللہ بن عمر سے رفع یدین کا ترک کرنا اسانید جیدہ سے ثابت ہے کما اور راوی حدیث ثانی یعنی عبداللہ بن مسعود سے کسی ضعیف اسناد کے ساتھ بھی کسی حدیث کی کتاب میں رفع یدین کرنا منقول نہیں ہوا۔

ثالثاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود کے بعد روایان حدیث عدم رفع اسود اور علقمہ اور ابراہیم نخعی اسی حدیث پر عامل رہے یعنی رفع یدین نہیں کیا اور عبداللہ بن عمر کے بعد (جو روایان حدیث رفع میں اپنے زمانہ کے اعلم امام مالک تھے) وہ رفع یدین کے عامل نہیں ہوئے، کَمَا مَرَّ مِنْ أَشْهُرِ الرِّوَايَاتِ مِنْهُ۔

رابعاً اس واسطے کہ عبداللہ بن مسعود ائمہ ہیں بہ نسبت عبداللہ بن عمر کے جیسا کہ مناظرہ امام اعظم اور امام اوزاعی سے ثابت ہوا۔

خامساً اس واسطے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر زمانہ صحابہ اور تابعین میں با اتفاق اکثر علماء عمل کیا گیا، یہاں تک کہ ابراہیم نخعی نے ایسے الفاظ فرمائے جو دعویٰ اجماع کے قریب ہیں (یعنی

کہا

فَمَا سَمِعْتُهُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ إِنَّمَا كَانُوا يَرْفَعُونَ
أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يُكَبِّرُونَ

اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں

فَمَا سَمِعْتُهُ أَيْ هَذَا الرَّفْعُ الزَّائِدُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَيْ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا كَانُوا أَيْ
أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُونَ
أَيْدِيَهُمْ فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ حِينَ يُكَبِّرُونَ أَيْ لِلتَّحْرِيمَةِ
فَقَطْ فَهَذَا بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْإِجْمَاعِ

خلاصہ حضرت ابراہیم نخعی کا اثر یہ ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی سے تکبیر تحریمہ
کے سوائے رفع یدین کرنا نہیں سنا، اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ بمنزلہ دعویٰ اجماع کے
ہے اور ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا کما نص
من الحاوی۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں اسناد صحیح سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب علی کرم اللہ وجہہ تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین نہیں کرتے
تھے، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت ترک رفع یدین پر نواب صاحب بھوپال تسلیم نہیں
کرتے، مگر تابعین کی کثرت عدم رفع یدین پر مانتے ہیں، مگر ساتھ ہی یہ خدشہ فرماتے ہیں کہ
زمانہ تابعین میں کسی امر مسنون کا پوشیدہ ہو جانا بعید نہیں ہے جیسے ہر خفض اور رفع پر تکبیر کہنا
اس قرن میں مخفی رہا چنانچہ مک المنام میں اس سوال وجواب کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔

ونیز گویند کہ رفع در قرن صحابہ شہرت
نہ داشت وبسیارے از صحابہ آنرا نمی کردند
جزییں نیست کہ بعضے از ایشان احیاناً
میکردند چنانکہ قول میمون بابن عباس کہ

نہ دیدم ہیچ یکے را کہ نماز گذارد ”چنانکہ ابن زبیر گذارد“ دلالت می کند براں۔ پس اگر ایں سنت منسوخ نمی بود ترک اکثر صحابہ آن را مستبعد می نمود و جوابش آنست کہ لازم نمی آید از ندیدن میمون ہیچ یکے را رفع کنندہ منع رفع زیرا کہ وہ صحبت کبار صحابہ نہ دریافتہ و روایت وی از ایشان ثابت نہ شدہ غایتہ باقی الباب آنکہ غرابت ان فعل در قرن تابعین ثابت شود و در خفائے سنت دریں قرن ہیچ استبعاد نیست۔

اقول میمون ہی صرف عدم روایت رفع یدین صحابہ کے راوی نہیں، بلکہ ابراہیم جیسے جلیل القدر تابعی بھی اس امر کے راوی ہیں اور انہوں نے اکثر صحابہ کو دیکھا اور وہ مشاہیر علماء تابعین سے ہیں اور کسی ایک مسئلہ میں اگر قرن تابعین میں خفا ثابت ہوا جیسا کہ مسئلہ تکبیر ہے ”تو اس سے یہ کس طرح لازم آیا کہ اور مسائل میں بھی خفا رہا؟ ورنہ زمانہ تابعین کی سند نہ رہی“ و ہذا خلاف المسلم۔ علاوہ ازیں اس اقرار سے کہ زمانہ تابعین میں خفا رہا ”حدیث رفع یدین کا مشہور نہ ہونا ثابت ہو گیا۔

لَاَنَّ الْمَشْهُورَ مَا اشْتَهَرَ فِي الْقَرْنِ الثَّانِي
حالانکہ راغبین مدعی مشہوریت حدیث رفع یدین کے ہیں کما فی التئویر وغیرہ ”ترمذی شریف میں امام ترمذی حدیث عبد اللہ بن مسعود لاینے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاهْلِ
النُّكُوفَةِ

یعنی عدم رفع یدین کے عامل صحابہ اور تابعین ہیں اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے

اور احادیث ابن ابی شیبہ وغیرہ گزریں گے جن سے اس قدر اہل علم تابعین کا رفقہ بدین کو ترک کر دینا باسائید محمد ثابت ہوا۔ امام شعبی، ابراہیم نخعی، اصحاب علی کرم اللہ وجہہ، اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حبیبہ، قیس، ابن ابی لیلیٰ، اسود، طلحہ، پھر اس کے بعد مشہور علماء تبع تابعین میں سے سفیان ثوری، وکیع بن الجراح، اور تمام کوفہ بالاجماع اور اعلم علماء مدینہ منورہ یعنی امام مالک، کننا شرح موطا امام محمد میں۔

وَوَافَقَهُ فِي عَدَمِ الرَّفْعِ الْأَمْرَةُ الثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ
حَتَّى وَسَائِرُ فَهَذَا الْكُوفَةُ قَدْ يَمَّا وَحْدِيًّا وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ
مَسْمُودٍ وَأَصْحَابِهِ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ نَصْرِ الْمِرْزِيُّ
لَا نَعْلَمُ مِصْرًا مِنَ الْأَمْصَارِ تَرَكَوا بِاجْمَاعِهِمْ رَفْعَ
الْيَدَيْنِ هُنْدَ الْخَفِضِ وَالرَّفْعِ إِلَّا أَهْلَ الْكُوفَةِ وَاخْتَلَفَ
الرَّوَايَةُ فِيهِ عَنْ مَالِكٍ فَمَرَّةً قَالَ يَرْفَعُ وَمَرَّةً قَالَ لَا يَرْفَعُ
وَعَلَيْهِ جَمْعُهُمْ وَأَصْحَابِهِ وَهَذَا آخِرُ الْكَلَامِ فِي هَذَا
الْمَقَامِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى حُسْنِ الْإِحْتِسَامِ وَصَلَّى اللَّهُ
عَلَى رَسُولِهِ وَحَبِيبِهِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ
الْبَرَّةِ الْكِرَامِ



<https://ataunnabi.blogspot.com>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عمل کی باتیں

- ۱- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کیجئے، کہ ایمان کی اصل ہے
- ۲- فرائض و اجنبات کی پابندی کیجئے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو حتی المقدور یقینی بنائیے، کہ ان کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔ حرام و مکروہ کاموں سے پرہیز کیجئے۔
- ۳- نوافل، ذکر اللہ اور ذکر رسول خصوصاً محافل میلاد کا اہتمام کیجئے، کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا اور بخشش کا سبب ہیں۔
- ۴- حسن معاملہ، خوش اخلاقی، وعدہ و فائی اور عمل بالسنہ کو اپنا شعار بنائیے۔
- ۵- قرآن و سنت کا علم حاصل کیجئے، کہ اس کے بغیر عمل گمراہی ہے۔
- ۶- قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کیجئے، اور اس کے مطالب سمجھنے کے لئے کلام پاک کا بہترین ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کا مطالعہ کیجئے، کہ قرآن مجید کا صحیح ترجمہ یہی ہے۔
- ۷- فاتحہ، عرس، میلاد شریف، گیارہویں شریف، چہلم اور دوسری مذہبی تقریبات میں کھانے، شرابی اور پھلوں کے علاوہ علماء اہل سنت اور بزرگان کی کتابیں بھی تقسیم کیجئے۔
- ۸- فحاشی، عیانی بیہمانی، بد عملی اور بد عقیدگی کو روکنے کے لئے، دینی، اخلاقی، اور تعمیری لٹریچر کو گمراہ پر پہنچانے کے لئے ہمارا ساتھ دیجئے، اور تنظیم کے معاون و مددگار بنیئے۔
- ۹- ہر گھر، محلہ، گاؤں اور شہر میں دینی لائبریری قائم کیجئے اور اسمیں بزرگان دین اور علماء اہلسنت کا لٹریچر ذخیرہ کیجئے، کہ تبلیغ دین کا اہم ذریعہ ہے۔
- ۱۰- ماں باپ کی خدمت کیجئے، اولاد کی اچھی تربیت کیجئے، ہمسایوں کے ساتھ بہترین سلوک کیجئے، قرض ہر صورت میں ادا کیجئے، کہ یہ دنیا و آخرت میں کامیابی کا سبب ہیں۔
- ۱۱- تنظیم نوجوانان اہلسنت کی رکنیت قبول کر کے اشاعت دین کے معاون و مددگار بنیئے اور جہاد بالقلم کی تحریک میں شمولیت اختیار کیجئے۔

تنظیم نوجوانان اہلسنت